حمد، نعت، منقبت، غزل، سہرا
اور مہندی کا حسین مرقع

برکاتِ محفل

از

مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی
شیخ الحدیث و رئیس دارالافتاء
دارالعلوم احسن البرکات، شاہراہ مفتی خلیل خاں حیدرآباد

ناشر
فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد کی

"گولڈن جوبلی ۲۰۰۰"

کے موقعہ پر

"پہلا تحفہ"

حمد، نعت، منقبت، غزل، سہرا
اور مہندی کا حسین مرقع

برکات محل

از

(مفتی) احمد میاں حافظ البرکاتی

(شیخ الحدیث ورئیس دارالافتاء)

دارالعلوم احسن البرکات، شاہراہ مفتی محمد خلیل خاں حیدر آباد

ناشر فرید بک سٹال ۳۸۔ اُردو بازار لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام دیوان --- برکات محل

شاعر --- احمد میاں برکاتی، مولانا مفتی

موضوع --- حمد، نعت، منقبت، غزل وغیرہ

مؤلف --- احمد میاں حافظ البرکاتی، مفتی

معاون تالیف --- محمد حماد رضا خاں برکاتی، حافظ، مولانا

تقریظ --- سید آل رسول حسنین میاں برکاتی، علامہ

تعریف --- ڈاکٹر مدد علی قادری، پروفیسر

تقدیم --- شمس الدین اعجاز، جناب

کمپوزنگ --- محمد حسان رضا خاں نوری، (بی کام)

تصحیح --- محمد نعمان رضا خاں برکاتی

نگران طباعت --- عادل میاں برکاتی

معاون نگران --- محمد جواد رضا خاں، حافظ

صفحات --- ۱۲۰

تعداد --- ایک ہزار

بار اول --- رجب المرجب ۱۴۲۰ھ / اکتوبر ۱۹۹۹ء

طابع --- فرید بک سٹال، لاہور

قیمت ---

ملنے کا پتہ --- ۱۔ مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، دار العلوم احسن البرکات
شاہراہ مفتی محمد خلیل خاں، حیدر آباد فون: ۷۸۰۵۱۶۷

۲۔ جامعہ خلیلیہ برکاتیہ، الوحید کالونی حیدر آباد فون: ۴۱۷۲۱

۳۔ آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ خلیلیہ
"البرکات" لطیف آباد نمبر ۷۔ ڈی، برکاتی روڈ حیدر آباد

انتساب

نبیرۂ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ، آفتاب سندھ،

منبع ولایت، مرکز سخاوت، حضرت سخی سیدنا **عبد الوہاب شاہ جیلانی** رضی اللہ عنہ

مرشد برحق

وارث الاکابر الاسیاد بالاستحقاق وبالانفراد

تاج العلماء، اولاد رسول، حضرت سید الشاہ علامہ

مولانا مفتی **سید محمد میاں** قادری برکاتی نور اللہ مرقدہ

زیب برکاتیت، گل گلزار قادریت، قاطع نجدیت، احسن العلماء، حضرت

مولانا مفتی سید **مصطفٰے حیدر حسن** برکاتی قدس سرہ

خلیل ملت، جلیل امت، خلیل العلماء والاولیاء، مفتی اعظم سندھ و بلوچستان

حضرت علامہ مفتی **محمد خلیل خاں** قادری برکاتی نوری علیہ رحمتہ الباری

کے نام

جن کے ظاہری باطنی اور روحانی فیوض کی بدولت غلامان سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اور غلامان سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ میں شامل ہوا۔

فقط :- غلام محی الدین خاں احمد میاں حافظ البرکاتی

نمبر شمار عنوان صفحہ نمبر

آئینہ برکات محل

آئینہ برکات مجل

آئینۂ برکات محل

اشعار و قطعات متفرق

حصہ مزاح

کچھ حافظ کے قلم سے

لطیف آباد نمبر سات کے چوراہے پر' بمبار لڑاکا جہاز کی آواز کانوں میں گونج گئی- یہ ۶ ر ستمبر ۱۹۶۵ کی صبح تھی- پونے سات بجے کا وقت تھا- میں والد گرامی خلیل ملت رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان پر' گھر سے دہی لینے نکلا تھا- ہوائی جہاز کی آواز کے ساتھ ہی لوگوں کے ہجوم لگنے شروع ہوگئے' میں بھی ایک ہجوم میں شامل ہوگیا- اب سات بجنے کو تھے' اور ریڈیو سے خبریں نشر ہونے کو تھیں- میری عمر اس وقت بارہ تیرہ سال کے درمیان تھی- کچھ سمجھ نہ سکا کہ کیا ہوا ہے ؟ اسی سوچ میں تھا کہ صدر پاکستان کی گونجدار آواز ریڈیو سے کانوں میں آنی شروع ہوئی- دوکانداروں نے ' ریڈیو کی پوری آوازیں کھولدیں- معلوم ہوا کہ رات کی تاریکی میں ہندوستان نے پاک سرزمین پر حملہ کردیا ہے- میں بھاگم بھاگ گھر پہنچا- والد گرامی کو بتایا کہ یہ سن کر آیا ہوں 'حضرت والدی کو ہم سب بچے "میاں بھائی" کہہ کر پکارتے تھے- ان دنوں' ہمارے گھر میں ریڈیو تک نہ تھا- اس لئے نہیں کہ خریدنے کی سکت نہ تھی بلکہ اس لئے کہ ریڈیو سے لہو و لعب میں پڑنے کا اندیشہ تھا- اور حضرت والدی کے تقویٰ کو یہ گوارا نہ تھا- جنگ ہوتے ہوئے چند دن ہوگئے ہم لوگ بے چین تھے کہ اب کیا ہوا اب کیا ہوا ! ایک دن کراچی سے' ایک پیر بھائی' حاجی محمد برکاتی مرحوم' کے ایک نمائندے تشریف لائے - اور ایک عدد ریڈیو سیل والا' والد گرامی کو

پیش کیا اور کہا کہ حاجی محمد برکاتی نے بھجوایا ہے اور کہا ہے کہ اس پر جنگ کی خبریں سن لیا کریں۔ ' یہ ضرورت ہے۔ اس دن زندگی میں پہلی مرتبہ ہم نے قریب سے ریڈیو کو دیکھا۔ والد گرامی نے بادل نخواستہ وہ ریڈیو قبول فرما لیا۔

حضرت "میاں بھائی" علیہ الرحمتہ' ایک فصیح اللسان اور بلیغ الکلام شاعر ہوئے ہیں۔ کچھ تو ان کا اثر' مجھ فقیر میں بھی آیا اور کچھ اثرات ننھیال سے منتقل ہوئے۔ فقیر کے نانا منشی حبیب احمد خاں لاحول علیگڑھی مشہور شاعر ہوئے ہیں۔ پرمزاح شاعری کے استاذ تھے۔ ان دنوں کے جوش و جذبے سے' چند اشعار' جنگ اور ملک پر ہم نے بھی کہہ دیے۔ حضرت "میاں بھائی" کو دکھانے کی ہمت تو نہ تھی۔ خاموشی سے سائیکل اٹھائی اور گیارہ نمبر لطیف آباد کی طرف دوڑ لگادی۔ حسان پاکستان حضرت علامہ سید محمد مرغوب اختر الحامدی رحمتہ اللہ علیہ' ان دنوں دارالعلوم احسن البرکات میں اردو حساب کے استاذ تھے۔ میدان شعر و سخن کے' تیز ترین شہسوار تھے۔ اس کا پتہ تو ہمیں بعد میں چلا۔ جب والد گرامی "میاں بھائی" خلیل ملت علیہ الرحمتہ نے اپنا دیوان' انہیں دیکھنے کو دیا۔ کہ اس میں جہاں چاہیں اصلاح و ترمیم فرمادیں۔ ان حضرت نے اصلاح و ترمیم کیا فرمائی بلکہ ہر نعت میں جابجا' سبحان اللہ' ماشاء اللہ اور داد و تحسین کے کلمات بھردیے۔ جو اب بھی جابجا "جمال خلیل" کے قلمی نسخے پر محفوظ ہیں۔

جس وقت اس گرمی میں شرابور' علامہ اختر الحامدی کے در دولت پر پہنچا تو حضرت نیم آرام میں تھے۔ حضرت کی محبت نے مجھے بے تکلف بنادیا تھا۔ جاکر ان کو جگادیا۔ اور اپنا کچا چٹھا سامنے رکھ دیا۔ حضرت نے اشعار دیکھے تخلص کا مسئلہ تھا' فرمایا تو حافظ بھی ہے۔ حافظ تخلص بہتر

رہے گا۔ پھر فرمایا! " دیکھ بھئی شعر تو' تو نے اچھے کہے ہیں' مگر میری مان' ابھی شاعری چھوڑ' پہلے پڑھ لے' عالم بن جا پھر شاعری کیجو"۔ میں نے استاذی علیہ الرحمہ کا یہ فرمان پلے باندھ لیا اور شاعری پر توجہ بالکل ترک کردی۔ دن گزرتے گئے۔ میں ان دنوں نہایت سادہ تھا۔ چالاک لڑکوں کی ہوشیاری سے نابلد۔ حاجی محمد برکاتی صاحب مرحوم' نے حضرت "میاں بھائی" کو پیغام بھیجا' کہ مفتی صاحب' احمد میاں کو پڑھنے کیلئے گھر سے نکالیں۔ ان کو دنیا دیکھنے دیں۔ والد گرامی اکلوتا ہونے کی وجہ سے' دور بھیجنا نہ چاہتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ایک اور بیٹا دیا "محمد میاں" سلمہ۔ تو والدہ محترمہ مدظلہا بھی راضی ہوگئیں۔ اور اس طرح' حضرت والد گرامی ۱۹۶۶ء میں' مجھے لیکر دارالعلوم امجدیہ کراچی تشریف لے گئے۔ جہاں حضرت علامہ محمد حسن حقانی مدظلہ' جیسے شفیق استاذ نے' ہاتھوں ہاتھ لیا۔ دن گزرتے گئے۔ شعور پختہ ہوا۔ دارالعلوم امجدیہ میں' عرس امام اہلسنت رضی اللہ عنہ کے موقع پر' پہلے ہر سال مشاعرہ ہوا کرتا تھا۔ جو فجر تک جاری رہتا تھا۔ اب تو یہ سلسلہ ہی ختم ہوگیا۔ ۱۹۶۹ء تک تو ہم چپ رہے۔ پھر جو مشاعرہ کا اعلان ہوا' جوش آگیا۔ اور حیدرآباد آکر استاذ محترم سے عرض کیا اور شعر گوئی کی اجازت مانگی۔ علامہ سید اختر الحامدی رحمتہ اللہ علیہ نے اجازت دیدی۔

چند اشعار ہم نے کہے' استاذ گرامی نے اصلاح فرمائی۔ ہم نے مشاعرہ میں کلام پڑھا۔ خوب داد پائی۔ اس زمانہ میں کچھ شوقین طلبہ۔ ممتاز المحدثین' شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ الازہری ماجد رحمتہ اللہ علیہ سے' لکھوا کر کلام پڑھتے تھے۔ جب میں نے کلام پڑھا۔ تو سب پوچھنے لگے' بھئی تو نے کب لکھوایا' ہمیں بتایا بھی نہیں۔ میں نے کہا کہ بھائی میرا کلام ہے۔ خود لکھا ہے۔ ساتھی طلبہ ذرا مشکل ہی سے قابلیت تسلیم کرتے

ہیں۔ مگر دو سال بعد' ہم نے اپنا لوہا منوالیا' اور بہر صورت ساتھیوں نے بھی ہمیں شاعر تسلیم کر ہی لیا۔ اور پھر جب کئی بار فی البدیہہ شعر ہوگئے۔ اور نوشتہ دیوار "الرضا" اور "الماجد" میں منظر عام پر آئے تو یقین اور مضبوط ہوگیا' پھر یہ موقعہ سال میں ایک مرتبہ ہی ملتا تھا۔ تعلیمی مصروفیات کسی اور طرف متوجہ نہ ہونے دیتیں تھیں۔ جو کچھ بھی کہہ سکتا تھا۔ کہا اور کئی مرتبہ جلسوں اور سنی کانفرنسوں میں پڑھنے کا موقع ملا۔ آہستہ آہستہ والد گرامی علیہ الرحمتہ پر بھی آشکارا ہوگیا کہ "صاحبزادے" شاعری کرنے لگے ہیں۔ ایک مرتبہ مشاعرہ میں پڑھنے کیلئے نعت کہی۔ اور استاذ گرامی کے بعد' والد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کو دکھائی۔ بہت پسند فرمایا پھر کہا "لو میاں ایک شعر ہم سے بھی اس میں شامل کرلو" وہ شعر تھا:۔

باتوں باتوں میں چھڑی ہے جو تری زلف کی بات
دیکھتے دیکھتے رحمت کی گھٹا چھائی ہے

اس شعر پر مشاعرہ میں خوب داد ملی' اس کے بعد' ہمارا شمار بڑے شاعروں میں ہونے لگا' ورنہ اس سے پہلے ہم "بچہ شاعروں" میں پڑھوائے جاتے تھے۔ اس طرح حضرت والد گرامی کے فیض کا ایک اور دریچہ کھل گیا تھا۔ ۱۹۷۳ء میں علوم دینیہ کی تکمیل سے فارغ ہوا۔ تو تقریباً ڈھائی سال دارالعلوم امجدیہ میں تدریس کے فرائض انجام دیئے اور فتویٰ نویسی کی مشق کی' ان دنوں میں ہی' کئی ساتھی ایسے ہوئے جن کو چند اسباق پڑھائے' ان ہی میں شیخ الحدیث مولانا افتخار احمد مردانی قادری علیہ الرحمہ تھے جو دارالعلوم امجدیہ میں شیخ الحدیث مقرر کیے گئے اور ذوالحجہ ۱۴۱۹ ھج میں' سفر حج میں' مدینہ منورہ میں وصال فرماگئے' انہوں نے ایک سبق فقیر سے پڑھا تھا۔ ان کے علاوہ' ساتھیوں میں مولانا عبدالستار اشرف مرحوم اور دیگر

ساتھیوں نے بھی سبق پڑھا تھا۔ ۱۹۷۶ء میں' والد گرامی کے فرمان ذیشان پر' حیدر آباد آگیا۔ اور احسن البرکات میں تدریس کا آغاز کیا۔ پھر شاعری کی طرف رجحان کم ہوگیا۔ کبھی کبھار ایک نعت کہنے میں آتی۔ یہاں کے مشاعروں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ مگر شعراء کرام کی' "سبقتیت" اور "استاذیت" کے چکر دیکھے تو مشاعروں کو خیرباد کہہ دیا۔ پھر علامہ سید اختر الحامدی رحمتہ اللہ علیہ بھی وصال فرماگئے۔ تو شعری زمین اور بھی تنگ ہوگئی' کہنے کا مزہ نہ آتا تھا۔ پھر حضرت سالک عزیزی سے ملاقات ہوئی شعراء حیدر آباد میں ان کو استاذ بنانے کا دل چاہا۔ مگر ان کی زندگی نے بھی وفا نہ کی۔ پھر والد گرامی علیہ الرحمہ کا وصال ہوگیا۔ اور تمام تر حسرتیں دل میں رہ گئیں۔ ۱۹۸۹ء میں ' مارہرہ شریف خانقاہ برکاتیہ' پیر خانہ میں حاضری کا موقعہ ملا۔ بریلی شریف بھی حاضری ہوئی۔ تب شعری ذوق پھر جاگا۔ آمد بڑھ گئی۔ ۱۹۹۴ء میں زیارت حرمین شریفین' حج بیت اللہ کا شرف عطا ہوا۔ اس کے بعد ۱۹۹۵ء تا ۱۹۹۶ء خوب نعتیں ہوئی اور قلم چل پڑا تو یہ سب آقا ﷺ کی ہی عطا ہے۔ جو مرشد گرامی حضرت تاج العلماء سید محمد میاں رحمتہ اللہ علیہ کے وسیلہ سے حاصل ہوئی' مگر پھر بھی اس ساری ترغیب و تحریض میں میرے قابل افتخار دوست' برادرم افتخار احمد انجم زید حبہ کے مشورے ضرور شامل حال ہوتے رہے' جن سے ایک رشتہ قرابت یہ بھی قائم ہے کہ ان کے نکاح میں میری ایک چھوٹی ہمشیرہ ہیں۔ موصوف ایک منجھے ہوئے شاعر ہیں اور شاعری میں حضرت سالک عزیزی رحمتہ اللہ علیہ سے شرف تلمذ رکھتے ہیں۔

اسی دوران خیال آیا کہ والد گرامی علیہ الرحمتہ کا دیوان طبع ہونا چاہیے' چنانچہ اس پر کام شروع کیا اور الحمد للہ کہ ۱۹۹۵ میں "جمال خلیل"

پہلی مرتبہ منظرعام پر آیا۔ گویا وصال خلیل ملت کے دس سال بعد حضرت کا کلام چھپ سکا۔ جس سے خیال ہوا کہ مصنف کی تصنیف اور شاعر کا کلام زندگی میں ہی چھپ جائے تو بہت بہتر ہے۔ ورنہ اس کی تصنیف و تالیف و تخلیق بعد میں "مردہ بدست زندہ" کے برابر ہو جاتی ہے۔

اس خیال نے، عمل تیز کردیا اور میں نے بھی وہ راہ اپنائی کہ کلام کو جلد از جلد منظرعام پر لایا جاسکے۔ چنانچہ کام شروع کردیا اور سب سے پہلے، علامہ سید آل رسول حسنین نظمی میاں مدظلہ نے، مارہرہ شریف میں خصوصی توجہ کے ساتھ بخار کے عالم میں ہی ظہر تا مغرب مسودہ دیکھ کر چند سطور تحریر فرمائیں جو شامل کتاب ہیں۔

"برکات محل" کا اکثر حصہ، برخوردار نور چشم محمد حسان رضا خاں سلمہ نے کمپوز کیا۔ کچھ کام نور چشم مولانا حافظ محمد حماد رضا خاں سلمہ نے کیا، جبکہ آخری لمحات میں نور چشم محمد نعمان رضا خاں سلمہ بھی شریک ترتیب رہے اور کمپوزنگ میں حصہ لیا۔ میں پروفیسر ڈاکٹر مدد علی قادری کا بھی نہایت ممنون اور شاکر ہوں۔ فقیر نے، محترم موصوف کو فون کیا کہ حاضری کی اجازت چاہتا ہوں اور مقصد یہ ہے، ڈاکٹر صاحب نے فرمایا، میں خود ہی حاضر ہو رہا ہوں۔ پھر آپ اپنے مخصوص لباس و بیگ کے ساتھ خود دارالعلوم میں تشریف لائے اور مسودہ لے لیا، بلکہ وہیں پڑھنا شروع کردیا۔ پھر فرمایا کہ گھر لے جاتا ہوں۔ بالتفصیل دیکھ کر کچھ لکھوں گا امریکہ جانے والے تھے، مگر جانے سے قبل صرف دو تین دن میں اپنی تقریظ لکھ کر دے گئے۔ یہ ان کی، کمال محبت اور تمام مہربانی کا ثبوت ہے۔ فقیر نے "برکات محل" کی ترتیب میں حروف تہجی کا لحاظ کیا ہے۔ "برکات محل" کی ترتیب ابھی چل رہی تھی کہ کراچی سے برادرم شہزاد احمد صاحب کا خط آیا، کہ "میں سلام رضا پر

تضمین جمع کر کے چھاپ رہا ہوں' لہٰذا' آپ بھی کچھ اشعار پر تضمین روانہ فرمادیں" چنانچہ فقیر نے خریداران یوسف (علیہ السلام) میں نام لکھوانے کو چند اشعار پر تضمین کہہ کر روانہ کردی۔ اتفاق سے فقیر ان دنوں سکھر جارہا تھا ٹرین میں ہی آمد ہوئی اور سکھر آتے آتے تضمین کے یہ اشعار مکمل ہوگئے۔ جو شامل کتاب ہیں۔ اس موقع پر میں جناب شمس الدین اعجاز کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنا مضمون' "برکات محل" میں چھاپنے کی اجازت دی۔ میں نے نعت منقبت اور غزل میں عنوان لگائے ہیں۔ سنتے ہیں کہ بعض "ادباء" غزل میں عنوان لگانے کو بہتر نہیں جانتے۔ مگر میرے نزدیک یہ کوئی حرف آخر نہیں۔ نہ ہم ان کے پیروکار ہیں۔ غزل میں اگرچہ مضامین الگ ہوں مگر مرکز محبت تو محبوب ہی کی ذات ہوتی ہے۔ اس کی کسی بھی صفت کو عنوان بنادینا معیوب کیسے ہوسکتا ہے ؟! قارئین سے عرض ہے کہ' فقیر کیلئے دعا فرمائیں۔ اور نعتیں شرف مقبولیت حاصل کریں۔

فقط

طالب دعا

احمد میاں حافظ البرکاتی

۲۴ر ربیع النور شریف ۱۴۲۰ھ

۹ر جولائی ۱۹۹۹ء بروز جمعہ مبارک

تقریظ

محسن العلماء، حامل وراثت عظماء، پیر طریقت

حضرت علامہ سید آل رسول حسنین میاں

برکاتی مدظلہ، مارہرہ مطہرہ
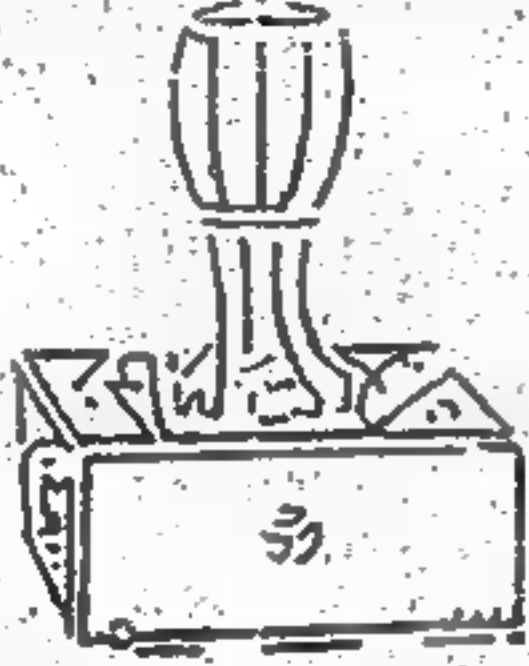
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مفتی احمد میاں برکاتی خلف و جانشیں حضور خلیل العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کا خمیر مارہرہ مطہرہ کی برکاتی مٹی سے گوندھا گیا ہے اسی لیے فضیلت علم کا دریا ان کی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ میں احمد میاں کو تب سے جانتا ہوں جب آنکھ مچولی کے کھیل میں ان کی کچی پونی ہوا کرتی تھی۔ بردباری اور ذکاوت ان کے اندر اس وقت بھی اچھی خاصی تھی۔ ایک قابل ولی صفت باپ کے سایہ عاطفت میں پلے بڑھے اور پھر یہ سونا کندن بن کر چمک اٹھا۔ حضور خلیل العلماء علیہ الرحمہ کے اس چراغ نے ہزارہا انسانوں کے دلوں کے طاقوں پر الفت مصطفیٰ ﷺ کے چراغ روشن کیے۔ ان کی دینی علمی خدمات کے اپنے پرائے سب ہی معترف ہیں۔ میرے پیش نظر احمد میاں برکاتی کا نعتیہ دیوان "برکات محل" ہے۔ جذبۂ حُبِّ نبی سے سجے ان کے اشعار دل کو کھینچے لیتے ہیں۔ بقول احمد میاں ؎

کیا میری زباں کیا میرا قلم، سب ان کا کرم ہے اے حافظ
ہوں بزم سخن میں نغمہ سرا، اللہ رے قسمت کیا کہیے

بدحت مصطفیٰ میں جو زباں کھلے' میدان نعت میں جو قلم چلے
الفت رسول اعظم میں جو دل دھڑکے' واقعی اس کے مقدر! کیا کہنا !!

احمد میاں کے قلم کی مستی' سبحان اللہ ؎

گرنے والا تھا کہ دامان نبی تھام لیا
کتنا ہشیار ہوں مست مئے عصیاں ہوکر

اور کہیں یہ سرشاری ؎

جب سر محشر سنیں گے رَبِّ سَلِّمْ کی صدا
ان کے عاصی نعت پڑھتے گنگناتے جائیں گے

اور یہ خود سپردگی ؎

میں نے سر رکھ ہی دیا سنگ در اقدس پر
لوگ کہتے رہے دیوانہ ہے سودائی ہے

"برکات محل" میں حصہ نعت کے علاوہ حصہ منقبت بھی کافی جاندار ہے۔ مجموعی طور پر احمد میاں کا نعتیہ دیوان شعر و سخن کی ساری رعنائیاں اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ امید ہے کہ عاشقان مصطفیٰ ﷺ اسے ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ میری دعا ہے کہ رب تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے صدقہ و طفیل میں احمد میاں کے قلم کو مزید حسن تحریر عطا فرمائے۔ آمین

سید آل رسول حسنین برکاتی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ
برکاتیہ نوریہ امیریہ' مارہرہ مطہرہ
۲۶ر ذی قعد ۱۴۱۶ھ ہجری - ۱۵ر اپریل ۱۹۹۶ء

از قلم : پروفیسر ڈاکٹر مدد علی قادری

سابق ڈین ٬ آرٹس فیکلٹی

جامعہ سندھ ٬ جام شورو
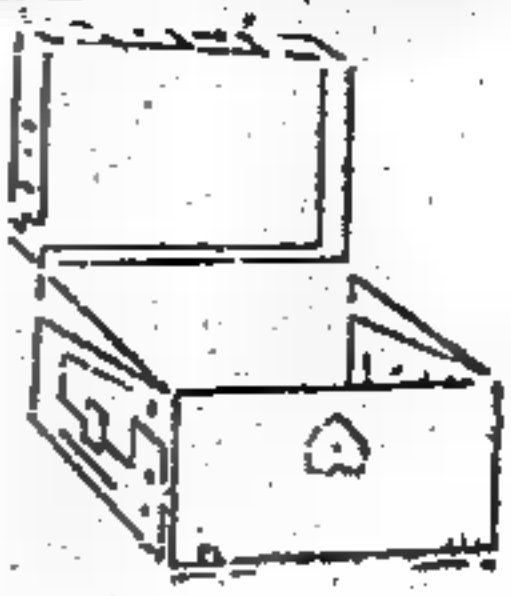
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ و اصحابہ اما بعد

راقم الحروف محترم المقام مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی کے انمول اشعار پر اپنے تاثرات پیش کرنے کو اپنے لئے سعادت تصور کرتا ہے۔

علامہ مفتی احمد میاں برکاتی صاحب مارہرہ شریف کے عظیم علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے والد گرامی مکرم و محترم٬ مفتی اعظم سندھ٬ جناب مفتی محمد خلیل خاں برکاتی علیہ الرحمتہ ایک عظیم المرتبت فقیہ اور نادر روزگار خطیب تھے۔ انکی پوری عمر شریف اہل سنت کیلئے خدمات جلیلہ میں صرف ہوئی۔

میرے عظیم دوست مفتی احمد میاں کے کئی نثری شہ پارے احقر کے زیر مطالعہ رہے ہیں جن کی تالیف اور تصنیف سے انھوں نے عوام الناس میں بالعموم اور اہل علم میں بالخصوص گرانقدر مقبولیت حاصل کی ہے۔

پیش نظر شعری مسودے کا میں نے بغور مطالعہ کیا ہے اور تمام اشعار نے دل پر نہایت ہی عظیم سرور اور کیف ثبت کیا ہے۔ شعری مسودہ تقریباً ۶۰ عنوانات پر مشتمل ہے۔ آپ نے نظم کی ہر صنف پر طبع آزمائی کی ہے۔ مثلاً حمد٬ نعت٬ منقبت٬ قطعہ٬ نظم٬ سہرا٬ طنز و مزاح۔ مگر تمام اشعار میں نعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر حاوی ہے۔

علامہ احمد میاں برکاتی ایک سچے عاشق رسول ہیں ان کے چند نعتیہ اشعار کو قاری صاحبان کے استفادہ کیلئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا

ہوں:

۱ آپ شمسُ الضُّحیٰ، آپ بدرُالدُّجیٰ
آپ محبوبِ رب آپ نورِ خدا

۲ قربان نزاکت پر ان کی، گلزار جناں کے گل بوٹے
طیبہ کے سفر میں اے زائر سب خار حسیں ہوجاتے ہیں

۳ جب جام الفت و عشق نبی پیتے ہیں تبی کے مستانے
عرفان کی مستی میں ڈھل کر مہ خوار حسیں ہوجاتے ہیں

رحمت کی کیاری سے ایک نہایت پر وقعت و قیمت شعر پیش خدمت ہے:

۴ بڑھاؤ جھولیاں اپنی، نبی ہے مانگنے والو
کہ اس در کے جو سائل ہیں وہ شرمایا نہیں کرتے

جناب حافظ ایک انوکھے انداز میں مقصود حیات پیش کرتے ہیں

۵ قبر میں لیکے تیری دید کا ارمان گیا
کون کہتا ہے کہ میں بے سرو سامان گیا

محترم حافظ البرکاتی، نبی ﷺ کی عظمت و رفعت کے متعلق بیگانوں سے سوال کرتے ہیں۔

۶ ہر لمحہ جہاں پہ ہو فرشتوں کا پڑاؤ
ایسا ہو کوئی اور اگر در تو بتاؤ

حافظ صاحب خاک کف پائے نبی ﷺ کی عظمت کے سامنے کونین کو، کوئی وقعت نہیں دیتے۔

۷ اک ذرّہ نہ دوں خاکِ کفِ پائے نبی کا

ہے بیچ نگاہوں میں جو کونین بھی لاؤ

محترم حافظ عشاق نبی ﷺ کو منزل مراد حاصل کرنے کے گر، یوں بیان کرتے ہیں:

۸ خود بخود چومیں گی آکر منزلیں ان کے قدم
ان کے نقش پا پہ جو سر کو جھکاتے جائیں گے

سرور کونین کی شان میں نعت کہنے کے انعامات کو حافظ صاحب یوں ادا کرتے ہیں۔

۹ حشر میں کل ڈھونڈ لیں گی اس کو حق کی رحمتیں
جس کے لب پر آج نعت سید الابرار ہے

حبیب خدا کی ہر ادا کو قرآن نے انوکھے انداز میں بیان کیا ہے۔ اور عشاق نبی نے اپنے پیرایہ میں پیش کیا ہے۔ آیئے دیکھیں حافظ صاحب اس امر کو کس طرح پیش کرتے ہیں:۔

۱۰ تیرے ہر ناز کی قرآں نے قسم کھائی ہے
تیرے رب کو تیری اک اک ادا بھائی ہے

حافظ صاحب اس امر کو ایک اور انداز میں یوں بیان کرتے ہیں۔

۱۱ ہے رحمت خدا کی نظر چشم ناز پر
رخ دیکھئے کدھر نگہِ مصطفیٰ کرے

نعت سرور کونین کے بعد آپ نے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ، اولیائے مارہرہ شریف کی شان میں گرانقدر منقبتیں کہی ہیں۔ سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی شان میں فرماتے ہیں

اک قدم بغداد میں ہو دوسرا طیبہ میں ہو
وہ راستہ چلایئے یا غوث اعظم المدد

اولیائے مارہرہ شریف کے علم و عرفاں، حکمت و فضل بیکراں پر خراج عقیدت یوں پیش کرتے ہیں

علم و حکمت یا شریعت ہو کہ بزم معرفت
ہے بالیقیں تجھ سے سجی ہرانجمن مارہروی

احسن العلماء علامہ سید حسن میاں شاہ قادری برکاتی کی منقبت میں فرماتے ہیں

وہ جس میں آب اُسوۂ خیرُالبشر کی ہے
اک ایسا آئینہ ہیں سراسر حسن میاں

حضرت خلیل ملت مفتی محمد خلیل خان رحمتہ اللہ علیہ کے فضل و کمال میں حافظ یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں ۔

علماء کی انجمن میں ہر محفل سخن میں
ہے آپ کی سیادت حضرت خلیل ملت

حافظ صاحب نے نظم کہنے میں بھی کمال کیا ہے۔ آپ کی نظموں میں اعلیٰ عبدگی اور وسعت خیالی ہے۔ ان کی تمام نظم اعلیٰ و ارفع ہیں۔ لیکن ہم یک مشت از نمونہ خروار ان کی ایک نظم قارئین کیلئے پیش کرتے ہیں : ۔

شمعِ تابانِ بزمِ حسن و جمال
دل جلوں کے لہو سے جلتی ہے

حافظ صاحب سہرا کہنے میں بھی بڑا درک رکھتے ہیں : ۔

ہے جو محبوب سجا تیری جبیں پر سہرا
باعث نکہت و عشرت ہے منور سہرا

حافظ محمد رمضان برکاتی کی تقریب عروسی میں ایک شاندار سہرا رقم کیا ہے

نشانِ اوجِ قسمت ہے ادھر گھونگھٹ ادھر سہرا
بلندی کی علامت ہے ادھر گھونگھٹ ادھر سہرا

حافظ صاحب نے طنز و مزاح پر بھی طبع آزمائی کی ہے' مثلاً چچوں کی طنزیہ انداز میں تعریف اس طرح کرتے ہیں :۔

موجودہ زمانے میں چچوں کی بن آئی ہے
یہ وہ ہیں کہ تا مطبخ ان کی ہی رسائی ہے

مولانا عبدالرحیم سواتی' منتظم مطبخ' دارالعلوم امجدیہ کراچی اپنے وقت کے ایک سخت اور چالاک شخص تھے۔ غریب طلباء کو چائے کے بدلے غیر معیاری سالن کھلاتے تھے۔

اس نادر روزگار شخص پر طنز اس طرح کرتے ہیں :۔

وہ خود تو ہنستے ہیں' ہم کو رلائے جاتے ہیں
"رحیم بھائی" تو گردن ہلائے جاتے ہیں
سحر کی چائے کے بدلے سزا یہ ہم کو ملی
نمک ہے تیز' وہ سالن کھلائے جاتے ہیں

قصہ مختصر علامہ مفتی احمد میاں حافظ کے اشعار' سخن سنجی کے بے بہا موتی ہیں۔ دعا ہے کہ احباب کی محفل میں مقبول ہوں۔

احقر العباد
ڈاکٹر مدد علی قادری
۲۰ اپریل ۱۹۹۹ء

احمد میاں برکاتی!

ایک ہشت پہلو ہیرا

تاثرات: از جناب شمس الدین اعجاز، حیدر آباد

والد گرامی حضرت علامہ مفتی احمد میاں برکاتی جب ۱۹۷۳ء میں بائیس (۲۲) سال کی عمر میں علوم دینیہ سے فارغ التحصیل ہوئے تو دادا حضور، خلیل ملت رحمتہ اللہ علیہ نے ایک تقریب تشکر کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر جناب شمس الدین صاحب نے یہ مضمون لکھا۔ یہ مضمون ماہ جنوری ۱۹۷۵ء میں ماہنامہ "ترجمان اہلسنت کراچی" میں شائع ہوا۔ ہم نے افادیت کے پیش نظر اس مضمون کو "برکات محل" میں شامل کیا ہے۔

(محمد حسان رضا خان)

۲۳ر اپریل ۱۹۹۹ء ☆ ۶ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ

گلستان حیات میں انسان کا سابقہ گلہائے رنگ رنگ سے پڑتا ہے۔ ان میں بعض گل جلد اپنے رنگ و بو کا اثر کھودیتے ہیں اور ذہن ان کی عارضی اثر آفرینی سے محظوظ ہو کر انھیں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے لاشعور کی کال کوٹھری میں لے جا پھینکتا ہے لیکن گلستان حیات میں بعض ایسے پھولوں سے بھی انسان ہمکنار ہوتا ہے جنکی خوشبو مشام جاں کو تادم حیات معطر رکھتی ہے۔ اور ان کا وجود دوسروں کیلئے پیام مسرت و شادمانی کا مترادف قرار پاتا ہے۔

غلام محی الدین خان احمد میاں حافظ البرکاتی معروف بہ احمد میاں برکاتی ان معدودے چند افراد میں سے ہیں جن کا ذکر نوک زبان پر آتا ہے تو دل بے

اختیار پکار اٹھتا ہے۔

قسم خدا کی محبت نہیں عقیدت ہے
دیار دل میں بڑا احترام ہے تیرا

غلام محی الدین خان احمد میاں برکاتی کا نام جب کسی اجنبی شخص کے سامع نواز ہوتا ہے تو ذہن میں ایک نہایت بارعب چقطع مقطع شخص کا تصور ابھرتا ہے۔ یا زاہد خشک اپنی تمام تر صفات کے ساتھ ذہن کے پردے پر نمودار ہوتا ہے۔ لیکن صاحب اگر کسی نے احمد میاں برکاتی سے بالمشافہ ملاقات کئے بغیر ان کے بارے میں بھی یہ تصور قائم کرلیا ہے تو ہمیں ان صاحب سے سخت ہمدردی ہے کیونکہ ہمارے محترم دوست احمد میاں نہایت مرنجان مرنج قسم کے آدمی ہیں اپنے تبحر علمی کے باوجود انکساری و عاجزی کا پیکر' نہایت خلیق۔ بردبار۔ یاروں کے یار۔ وفاکیش و وفا شعار ہیں۔ بقول ؎

وفاداری بشرط استواری ہی اصل ایمان ہے

احمد میاں برکاتی کی ولادت ۱۹۵۱ء میں میرپورخاص میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد میں اپنے والد ماجد مفتی محمد خلیل خان برکاتی کی زیر نگرانی حاصل کی' مفتی محمد خلیل خاں برکاتی صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں' آپ دارالعلوم احسن البرکات کے بانی و مہتمم ہیں تقریباً ۲۱ سال سے اشاعت علم کا فریضہ انجام دے رہے ہیں آپ کے شاگرد ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں اور حسب توفیق خدمت دین و علم کررہے ہیں ۔ اس طرح مفتی صاحب کی شمع علم سے کتنے چراغ روشن ہوئے ہیں ۔ حضرت مفتی صاحب موصوف نے کلام مجید کے تقریباً بیس پاروں کی تفسیر نہایت سہل اور سلیس انداز میں رقم فرمائی ہے۔ جن میں سے پانچ پاروں کی تفسیر زیور اشاعت سے آراستہ ہوکر بندگان خدا کو ہدایت کی روشنی سے سرفراز کررہی ہے ۔ مفتی صاحب

موصوف ۱۲ کتب کے مصنف ہیں - ان میں ہمارا اسلام (نو ۹ حصے)' ہماری نماز' بہار نسواں اور روشنی کی طرف خاص طور پر قابل ذکر ہیں- محترم احمد میاں برکاتی کی زندگی پر مفتی صاحب کی شخصیت کے نقوش بہت گہرے ہیں- علم سے لگاؤ' دین پر استقامت' اور دین کے معاملات میں غیر متزلزل نقطہ نظر جیسے اصول محترم احمد میاں برکاتی نے اپنے والد عالی وقار کے کردار سے سیکھے ہیں- (افسوس کہ علم و فضل کا یہ آفتاب' جنھیں اب زمانہ' خلیل ملت' مفتی اعظم سندھ و بلوچستان کے لقب سے جانتا پہچانتا ہے' ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ ر ۱۸ جون ۱۹۸۵ء کو غروب ہو گیا- درگاہ سخی عبدالوہاب شاہ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے احاطہ میں آپکا مزار مقدس مرجع خواص و عوام ہے- آپ کی مرقد منور پر یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

رشک کرتا ہے زمانہ اِسکی قسمت پر جسے
حشر تک حاصل ہے انجم قربت عبدالوہاب

حضرت مفتی محمد خلیل خاں برکاتی قدس سرہ العزیز نے آخر عمر شریف تک ساٹھ کتب تصنیف فرمائیں- جن میں سنی بہشتی زیور (۹ حصے)' الصلوٰۃ' تفسیر سورۂ نور چادر چار دیواری' شرح فیصلہ ہفت مسئلہ' عقائد الاسلام' ترجمہ سبع سنابل شریف' ترجمہ سراج العوارف المعروف "نُورٌ عَلٰی نُور"' حکایات رضویہ' موت کا سفر (آخری کتاب) اور دیگر رسائل شامل ہیں-

حضرت خلیل ملت کا مکمل دیوان بھی "جمال خلیل" کے نام سے ۱۹۹۵ء میں پہلی مرتبہ شائع ہو چکا ہے- ہمارا اسلام اور سنی بہشتی زیور کے ہزاروں ایڈیشن چھپ چکے ہیں- اسطرح یہ دو کتب بطور خاص دنیا بھر میں پھیلی ہیں-

آجکل آپکے فتاویٰ پر کام ہورہاہے اور عنقریب طبع ہو کر منظر عام پر آجائیں گے-

آپ کے نام پر ایک مدرسہ جامعہ خلیلیہ برکاتیہ الوحید کالونی حالی روڈ حیدرآباد میں ۱۹۸۹ء میں قائم کیا گیا ہے جو بحمداللہ دینی خدمات انجام دے رہا ہے)۔

حیدرآباد میں علوم دینی کی ابتدائی منازل طے کرنے کے بعد محترم احمد میاں برکاتی نے ۱۹۶۶ء کراچی میں دارالعلوم امجدیہ میں داخلہ لیا۔ کلام ربانی ۱۱ سال کی عمر میں ہی حفظ کرلیاتھا۔ دارالعلوم امجدیہ میں آپ کی صلاحیتوں کو صحیح ابھار کا موقعہ ملا اور آپکی خفتہ صلاحیتوں نے انگڑائی لی اور آپ کو ہمہ صفت موصوف بنادیا۔ یہاں لائق اساتذہ کی صحبت نے آپکو شمع علم کا پروانہ بنادیا اور علم آپ کا اوڑھنا بچھونا بن گیا۔ آپ نے ہر امتحان میں امتیازی حیثیت حاصل کی اور مدرسے کی تاریخ میں ریکارڈ قائم کیا۔ یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ آپ نے چار گھنٹے کا پرچہ ڈیڑھ گھنٹے میں حل کیا اور پورے نمبر حاصل کرکے ایک نیا ریکارڈ قائم کیا۔ آپ نے دارالعلوم امجدیہ سے علوم دینیہ کی سند فراغت ۱۹۷۳ء میں حاصل کی جسکے بعد دارالعلوم کے درجہ تخصص میں فتویٰ نویسی کی مشق پر مامور رہے۔ علاوہ ازیں آپ نے کراچی تعلیمی بورڈ سے فاضل عربی میں تیسری پوزیشن حاصل کرکے دارالعلوم کا نام روشن کیا۔ ۱۹۷۴ء میں آپ نے تنظیم المدارس (پاکستان) کے منعقد کردہ امتحان میں پورے پاکستان میں دوسری پوزیشن حاصل کرکے اپنے علم اور محنت کا سکہ منوالیا۔

محترم احمد میاں برکاتی کی فطرت میں شامل ہے کہ وہ بیکار بیٹھنے کے قائل نہیں وہ کچھ نہ کچھ کرتے رہنے کو زندگی کیلئے اتنا ہی اہم سمجھتے ہیں جتنا انسان کیلئے آکسیجن ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دارالعلوم امجدیہ میں قیام کے دوران جہاں آپ علمی سرگرمیوں میں مصروف رہے وہاں دیگر مشاغل اور سرگرمیوں کو بھی آپ نے دارالعلوم میں رواج دیا جن کا دارالعلوم کے ماحول پر خوشگوار اور

صحت مند اثر پڑا۔ آپ نے "الرضا" اور "الماجد" کے نام سے نوشتہ ہائے دیوار کا اجراء کیا جن میں طلباء کی کاوشوں کو جگہ دی گئی اس طرح انکی صلاحیتوں کو جلاء ملی۔ دینی مدارس کا ماحول عام طور پر بہت خشک ہوتا ہے۔ وہاں کی زندگی بے کیف بنا کر پیش کی جاتی ہے۔ اس لئے نئے لوگ اس طرف مائل نہیں ہوتے۔ مدارس کے طلباء مظلوم لوگ نظر آتے ہیں جن کو علوم دینی کی تحصیل کی پاداش میں زندگی کی رنگینیوں اور لطائف سے محروم کرکے مقید کردیا جاتا ہے۔ اسی جمود کو توڑنے کے لیئے احمد میاں برکاتی نے دارالعلوم میں طلباء کی انجمن کے قیام کیلیئے کوششیں کیں اور سالانہ انتخابات کا طریق شروع کیا گیا۔ آپ نے بذات خود ان سرگرمیوں میں بدرجہ اتم حصہ لیا۔ اور طلباء میں بیداری کی لہر پیدا کی۔ آپ دارالعلوم کی انجمن طلباء بزم امجدی رضوی کے معتمد اطلاعات، معتمد عمومی اور صدر کے مناصب پر منتخب ہوئے اور گراں قدر کام کیا۔

وہ اساتذہ کرام جنھوں نے آپکی زندگی پر گہرا اثر ڈالا ان میں آپ کے والد ماجد علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی، پروفیسر مفتی سید شجاعت علی قادری صاحب، شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری صاحب، علامہ مفتی وقارالدین صاحب، علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی صاحب اور علامہ محمد حسن حقانی صاحب بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

صحافت سے جناب احمد میاں برکاتی کو جنون کی حد تک لگاؤ ہے۔ ایک کامیاب صحافی بننے کا ولولہ انکی رگ و پے میں موجزن ہے۔ صحافتی دنیا میں الطاف حسین قریشی (مدیر اردو ڈائجسٹ) احمد میاں برکاتی کے پسندیدہ قلم کاروں میں رہے ہیں۔ علاوہ ازیں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب (کراچی) جو منفرد اسلوب نگارش کے حامل ہیں۔

شعرائے کرام میں طوطئی گلستان نعت، اعلیٰ حضرت مولاناشاہ احمد رضا

خان بریلوی اور شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال برادرم احمد میاں کے پسندیدہ شعراء ہیں۔

برادرم احمد میاں برکاتی ایک ہشت پہلو ہیرا ہیں جو ہر پہلو میں نئی چمک دمک اور نئی تابانی رکھتے ہیں۔ وہ بیک وقت عالم دین، صحافی، خطیب، شاعر، مترجم اور محقق ہیں۔ تحصیل علم اور اشاعت علم آپکا مقصد اولین ہے۔ آپ عرصہ ایک سال سے "ترجمان اہلسنت" کے مدیر معاون ہیں۔ اس عرصہ میں ترجمان میں جو نکھار پیدا ہوا ہے اور اسکی مقبولیت اور ہردلعزیزی میں جو اضافہ ہوا ہے وہ آپکی محنت شاقہ اور آپکے کامیاب صحافی ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اگر ایک اچھے اور کامیاب مترجم کی حیثیت سے احمد میاں برکاتی کو دیکھنا ہے تو "اسلام اور عصری ایجادات" کے نام سے چھپنے والے ان مضامین کو ملاحظہ فرمایئے جو سائنس اور اسلام پر چھپنے والے بہترین مضامین ہیں۔ (۱۹۷۶ء میں محترم احمد میاں برکاتی صاحب اپنے والد گرامی خلیل ملت علیہ الرحمتہ کی خواہش اور حکم پر واپس حیدر آباد آگئے اور دارالعلوم احسن البرکات میں مدرس و ناظم تعلیمات کے منصب پر آپ کا تقرر کیا گیا۔ دارالعلوم امجدیہ میں تخصص فی الافتا کا کورس اور تدریس کا جو تجربہ حاصل کیا وہ یہاں خوب کام آیا اور کچھ ہی عرصے کے بعد آپ نے اپنے والد کے حکم سے باقاعدہ فتاویٰ دینے شروع کردیئے۔ والد گرامی کے وصال شریف کے بعد آپ کے اساتذہ نے آپ کو ان کی جگہ شیخ الحدیث کا منصب دیا اور اس طرح آپ نے فتاویٰ کے ساتھ درس حدیث کا بھی آغاز کیا۔ ۱۹۷۵ء میں آپ کی شادی ہوئی۔ ۱۹۸۲ء میں آپ نے سندھ و بلوچستان کے ۵۵ علماء کے ساتھ قاضی کورس کا امتحان دیا۔ یہ اتفاق تھا کہ پہلے امتحان میں صرف آپ پاس ہوئے اور باقی تمام لوگ ناکام قرار پائے۔ ۱۹۷۶ء سے تاایں دم آپ دارالعلوم احسن البرکات سے منسلک ہیں اور اب مہتمم اور شیخ الحدیث ہیں۔ آپ نے ۱۹۸۹ء میں احسن البرکات اورنٹیل کالج بھی قائم کیا جہاں اب ہر سال تقریباً ساڑھے تین سو طلباء و طالبات حیدر آباد بورڈ

سے امتحان دیتے ہیں اور کالج میں پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے جامعہ خلیلیہ برکاتیہ (نئی عمارت) میں برکاتیہ ماڈل ایلیمنٹری اسکول بھی قائم کیا۔ اہل سندھ آپ کو اب "مفتی اہلسنت"، "مفتی اعظم سندھ" کے لقب سے پکارتے ہیں۔ علماء نے آپ کو حال ہی میں "محامد العلماء" اور "زینتہ العلماء" کے القاب دیے ہیں۔

اس کے علاوہ آپ نے احسن البرکات کی مزید آٹھ برانچیں قائم کی ہیں۔ جہاں دینی تعلیم کا سلسلہ زور و شور سے جاری ہے۔

محترم مفتی احمد میاں برکاتی کو اللہ تعالیٰ نے ماشاء اللہ چار صاحبزادوں اور ایک صاحبزادی سے نوازا ہے۔ سب سے بڑے صاحبزادے مولانا حافظ محمد حماد رضا خان اس سال آخری سال "شہادۃ العالمیہ" میں ہیں۔ علاوہ ازیں سندھ یونیورسٹی سے ایم۔ اے کا امتحان پاس کرلیا ہے اور احسن البرکات میں دو پیریڈ بھی پڑھاتے ہیں۔

سب سے چھوٹے صاحبزادے حافظ محمد جواد رضا خان کا درس نظامی کا پہلا سال ہے۔

درمیان کے دو صاحبزادے محمد حسان رضا خان اور محمد نعمان رضا خان بالترتیب کالج و اسکول میں زیر تعلیم ہیں)۔

محترم احمد میاں برکاتی ایک اچھے شاعر بھی ہیں۔ شاعری میں زانوئے تلمذ علامہ سید محمد مرغوب اختر الحامدی کے سامنے طے کیا جو ایک منجھے ہوئے شاعر ہیں احمد میاں برکاتی تمام اصناف سخن میں طبع آزمائی فرماچکے ہیں۔ مزاحیہ اشعار کافی پرلطف ہوتے ہیں۔ مدرسے میں صبح کے وقت کی منظر کشی کتنے اچھے انداز میں کی ہے۔

لگے ہیں ایک لائن میں کہیں چھوٹے کہیں موٹے
کسی کا زور چلتا ہے کسی کے کام ہیں کھوٹے

کسی کے ہاتھ میں ڈونگا کوئی لیکر گلاس آیا
کوئی چینک میں لیتا ہے کسی کو پیالہ راس آیا
چلو اب حاضری دینے کہ ٹن ٹن کی صدا آئی
ابھی ہم چائے پیتے تھے کہ آواز دعا آئی

(موصوف نے یہ نظم اس دیوان میں شامل نہیں کی ہے' یہاں ضمناً تذکرہ آگیا۔)

نعت گوئی احمد میاں برکاتی کا محبوب مشغلہ اور جزو ایمان ہے۔ اختصار کے پیش نظر صرف ایک شعر پر اکتفا کرتا ہوں۔

حافظ جو چاہتا ہے قرب کبریا
آٹھوں پہر درود نبی پر پڑھا کرے

محترم احمد میاں برکاتی' ۱۹۷۶ء یعنی گزشتہ تیئس سال سے جامع مسجد اقصیٰ لطیف آباد نمبر ۶ میں جمعہ و عیدین کی خطابت بھی فرمارہے ہیں گاہے گاہے دیگر نمازوں کی امامت بھی کرواتے ہیں آپ کے پیچھے جمعہ پڑھنے لوگ بہت دور دور سے آتے ہیں۔

ہم احمد میاں برکاتی سے نسبت رکھنے پر بجا طور پر فخر کرسکتے ہیں کہ ہمارے حلقہ احباب میں احمد میاں برکاتی جیسی ہمہ صفت موصوف ہستی بھی شامل ہے حقیقت یہ ہے کہ موصوف ہمارے لیئے ایک کامیاب زندگی کا تصور پیش کرتے ہیں جو صرف تصور ہی نہیں بلکہ حقیقت کے پیکر میں ڈھلا ہوا ہے اور جس زندگی کیلئے دنیا و آخرت میں سرخروئی ہی سرخروئی ہے

ہمیں امید واثق ہے کہ آپ ہر جگہ زیادہ جذبے اور لگن سے کام کریں گے اور ملک اور قوم کیلئے فخر کا سرمایہ بنیں گے۔ ہم دست بہ دعا ہیں کہ۔

خدا کرے کہ وہ حقیقت میں بدل جائیں
تصورات کے تم جو سجارہے ہو محل

مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی کی نعت نگاری

جناب شاہ انجم بخاری، مدیر منتظم مجلہ "المصداق" حیدر آباد

اقسام شعری میں بلاشبہ "نعت" ہی حاصل کلام ہے، اسی کو دوام ہے۔ یہ باعث نجات بھی ہے اور لائق صواب بھی۔ لیکن اس کے لئے ہر دم شریعت کے تقاضوں کو پیش نظر رکھنا از بس ضروری ہے۔ کیونکہ عدم اعتدال کی بناء پر ایک طرف شرک کا خطرہ ہے تو دوسری جانب تنقیص رسالت ﷺ کا ڈر۔ مدحت شفیع الوریٰ میں دانستہ تو کجا نادانستہ بھی اگر کوئی حرف ایسا رقم ہو جائے جس کے اخذ مفہوم میں ناشائستگی کا احتمال ہو تو اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ کے مصداق سارے اعمال حسنہ ضائع ہو جاتے ہیں، اور خبر بھی نہیں ہوتی۔

قرآن کریم جہاں حضور ﷺ کی نعت بیان کرتا ہے وہاں ادب و تعظیم کا سلیقہ بھی سکھاتا ہے، اور مقام مصطفیٰ (ﷺ) کے تحفظ کے لئے خبردار کرتا ہے۔ کیونکہ ہمہ قرآن در شان محمد۔

مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی کی نعت نگاری جہاں ان کے جذبہ عشق رسول کی آئینہ دار ہے وہاں حفظ شریعت کا بھی شاہکار ہے۔ یہ احتیاط بلاشبہ ان کے سلسلے کا فیضان ہے۔ آپ سلسلہ قادریہ کے مشہور خانوادۂ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے فیض یاب فیض رساں ہیں۔ دار العلوم احسن البرکات کے شیخ الجامعہ و شیخ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ دار الافتاء کے صدر نشین بھی ہیں۔ آپ ایک خوش گفتار و خوش کردار شخصیت کے مالک ہیں۔ سخن فہمی اور شعر گوئی والد گرامی خلیل ملت مفتی محمد خلیل خان برکاتی علیہ الرحمتہ سے ورثے میں پائی۔ آپ نظم و نثر دونوں پر یکساں قدرت رکھتے ہیں۔

آپ کی نعت نگاری کے موضوعات جذبہ عشق رسول ﷺ سے

بھرپور ہونے کے باعث پڑھنے والے کو کیف و سرور سے سرشار کردیتے ہیں۔

مفتی صاحب کا مقصد نعت نگاری بھی یہی ہے یعنی "فروغ عشق رسول" (ﷺ) سو یہ عظیم مقصد آپ کی نعتوں سے بہ خوبی پورا ہوتا نظر آتا ہے۔

یہ بدیہی امر ہے کہ جب سرور کونین (ﷺ) کا ذکر مبارک اشعار میں ڈھلنے لگتا ہے تو بقول مفتی صاحب "اشعار حسیں ہوجاتے ہیں"۔ تو آیئے ان حسین اشعار سے ہم بھی فیضیاب ہوتے چلیں۔

جب ان کا تصور آتا ہے اشعار حسیں ہوجاتے ہیں
ہر بزم حسیں ہوجاتی ہے دربار حسیں ہوجاتے ہیں

قربان نزاکت پر ان کی' گلزار جناں کے گل بوٹے
طیبہ کے سفر میں اے زائر سب خار حسیں ہوجاتے ہیں

جب گنبد خضریٰ کا منظر آنکھوں میں ہماری ہوتا ہے
اک بزم سخن سج جاتی ہے افکار حسیں ہوجاتے ہیں

ہر دور میں تازہ دیکھا ہے اعجاز' نبی کی سیرت کا
کردار حسیں ہوجاتے تھے کردار حسیں ہوجاتے ہیں

ایک اور دلنشیں نعت کے چند اشعار قارئین کے ذوقِ مطالعہ کی نذر کرتا ہوں:

مہر نبوت' ماہ رسالت' رحمت سے بھرپور
ایک نگاہ لطف ادھر بھی' شفقت سے بھرپور

آپ کی آمد سے بنی ہیں' راحتِ دل کا ساماں وہ
ایسی راہیں جو تھیں پہلے کلفت سے بھرپور

آپ کے آنے سے ہی ہوا ہے جگمگ جگمگ عالم یہ
آپ سے پہلے سارا جہاں تھا ظلمت سے بھرپور

ہر اک رنج و غم کا مداوا' دنیا ہو کہ عقبیٰ ہو
نام محمد دونوں جہاں میں راحت سے بھرپور

ان کے پسینے کی خوشبو سے تیری ہوائیں مہکی ہیں
شہر مدینہ تیری فضا ہے، نکہت سے بھرپور

شجر و حجر محکوم ہیں ان کے ' جن و بشر کی بات ہے کیا
ان کو دیا ہے رب نے رتبہ طاقت سے بھرپور

ذیل کی نعت بھی اہل محبت کے لئے باعث ایمان افروز ہے۔ طویل بحر میں تکرار لفظی نے حسن دوبالا کر دیا ہے۔

آفتاب آگیا ماہتاب آگیا' غمزدہ دل سکوں سے ٹھہر جائیں گے
گرمیٔ روز محشر سے گھبرائیں کیوں' ان کے صدقے یہ لمحے گزر جائیں گے

اور کچھ دیر آہ و فغاں کا ہے شور' تشنہ کامی کے لمحے گزر جائیں گے
میرے آقا کو کوثر پہ آنے تو دو' جتنے خالی ہیں سب جام بھر جائیں گے

مژدہ جَاءُوکَ کا عاصیوں کو ملا' اب تو سب کے مقدر سنور جائیں گے
اپنا سویا مقدر بھی جاگے گا اب' طیبہ لَارَیْبَ شام و سحر جائیں گے

بحر عصیاں میں ہیں غرق عصیاں شعار' تابہ ساحل پہنچنے کی طاقت نہیں
رحمت مصطفیٰ گر اشارہ کرے غم میں ڈوبے ہوئے سب ابھر جائیں گے

تھام لے ان کا دامن جو حافظ یہاں' بگڑی اس کی بنے گی یہاں اور وہاں
بس درود و سلام ان پہ بھیجا کرو' خودبخود کام بگڑے سنور جائیں گے

اب کچھ متفرق نعتیہ اشعار بھی پیش کرتا ہوں جس سے مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی کی فنی مہارت کے علاوہ جذبہ حُبِّ رسول ﷺ بھی آشکار ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

آنکھوں سے اشک روز بہیں تیری یاد میں
اے کاش روز "جشن چراغاں" ہوا کرے

میں سوز عشق سرورِ کونین کے نثار
ٹھنڈی نہ ہو یہ آتشِ رحمت خدا کرے

کیا میری زباں کیا میرا قلم سب ان کا کرم ہے اے حافظ
ہوں بزم سخن میں نغمہ سرا، اللہ رے قسمت کیا کہیئے

زلف کب اس رخ روشن پہ یہ لہرائی ہے
کعبۂ نور پہ رحمت کی گھٹا چھائی ہے

آپ کی یاد ہے، آنسو ہیں، شب ہجراں میں
بزم کی بزم ہے تنہائی کی تنہائی ہے

اچانک زندگی کا غنچہ غنچہ مسکرا اُٹھا
گلستاں میں یہ کس کی آمد آمد کی نشانی ہے

خوشا ان کی حضوری ان کی فرقت اے زہے قسمت
کرم وہ بھی ہے ان کا اور یہ بھی مہربانی ہے

میری عطا سے جو بڑھ کر ملا وہ ان کا کرم
یہ میری حسن طلب کا مگر کمال بھی تھا

بہار جھانکتی آئی خزاں کے پردے سے
فراق تلخ سہی، مورث وصال بھی تھا

کلفتیں بہہ گئیں سب اشک پشیماں ہو کر
آگیا جب بھی تصور کبھی مہماں ہو کر

مندرجہ بالا نمونۂ کلام سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ حافظ البرکاتی بھرپور شعری صلاحیتوں کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ ایک سچے عاشق رسول (ﷺ) بھی ہیں۔ اس دعا پر اکتفا کرتا ہوں کہ

ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ!

شاہ انجم بخاری، حیدر آباد
۲۳ر جولائی ۹۹ء
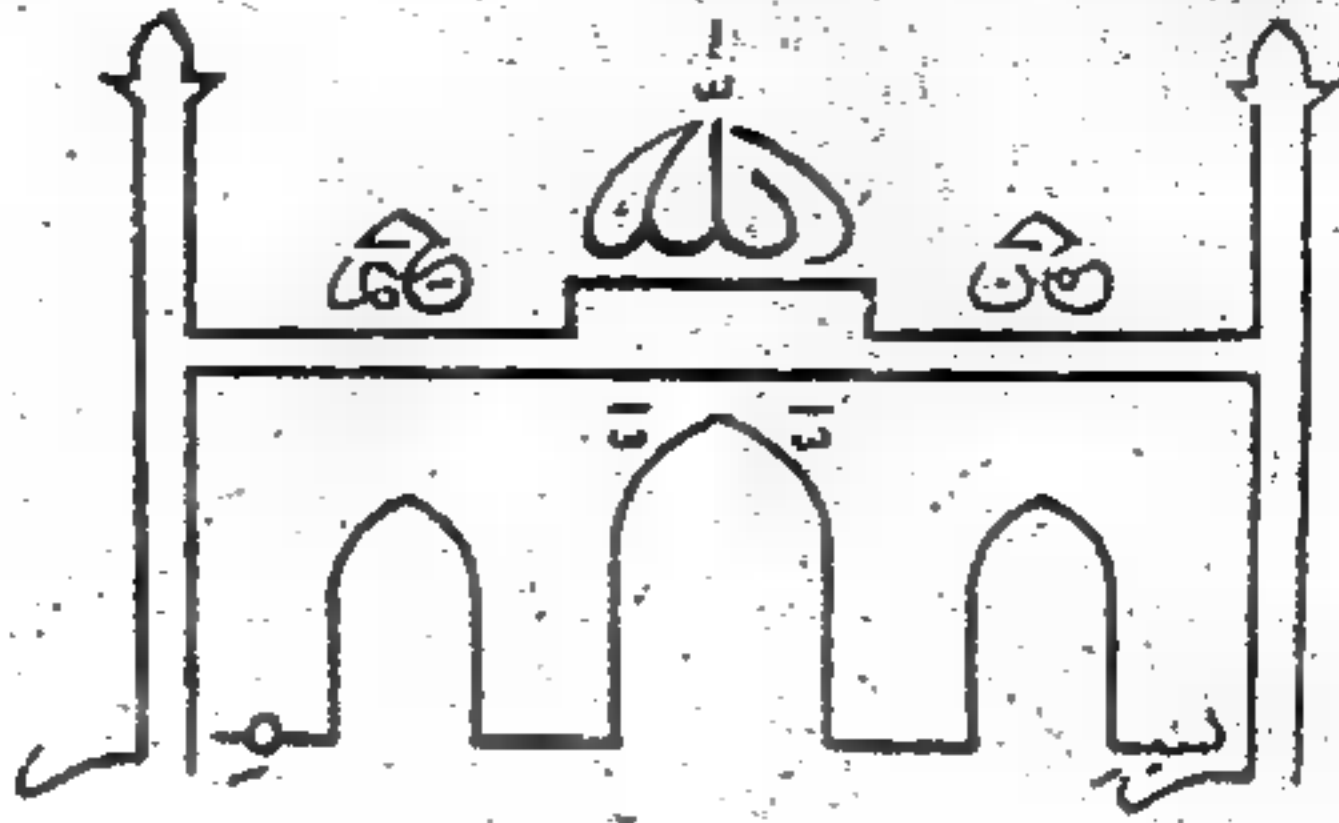
الحمد للہ رب العلمین ٥

حصہ حمد جل جلالہ

حمد رب تعالیٰ

(سورۂ فاتحہ کی روشنی میں)

سب کا اللہ سب کا آقا تو ہی مالک تو ہی مولیٰ
سب کا حامی سب کا داتا تو ہی مالک تو ہی مولیٰ

تیری شاں اَلْحَمْدُ سے آگے سارے عالم کا تو رب ہے
تو ہی رحماں سب کا شاہا تو ہی مالک تو ہی مولیٰ

تیری رحمت سے مایوسی مومن کو، کب جائز ہے ؟
تو ہی رحیمِ دارِ اُخریٰ تو ہی مالک تو ہی مولیٰ

تیری عطا میں مضمر ہے بدلہ ذرے ذرے کا
یَوْمُ الدِّیْن کا کون ہے داتا تو ہی مالک تو ہی مولیٰ

تیری عبادت کرتے ہیں ہم اور مدد کے طالب ہیں
تو ہی کرم فرمانے والا تو ہی مالک تو ہی مولیٰ

سیدھی رَہ پہ ہم کو چلانا قول و عمل کے لمحوں میں
تجھ سے دعا ہے ہر دم داتا تو ہی مالک تو ہی مولیٰ

رَستہ ان کا جن پر تیری نعمت اتری رحمت برسی
جن کو کیا ہے تو نے اَعلیٰ تو ہی مالک تو ہی مولیٰ

تو نے ہی مختار بنایا ان کو دی ہے جنت بھی
غیب بھی تو نے ان کو بخشا تو ہی مالک تو ہی مولیٰ

تیری عطا سے وہ مالک ہیں سارے خزانے ان کے ہیں
ان کا اعلان سَلْ مَا شِئْتَ تو ہی مالک تو ہی مولیٰ

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرْ ساری کثرت تو نے دی ہے
قاسمِ نعمت ان کو بنایا تو ہی مالک تو ہی مولیٰ

اور بچانا ان رستوں سے تیرا غضب ہے جن پہ ہوا
گمراہوں سے اَمْن میں رکھنا تو ہی مالک تو ہی مولیٰ

طالب ہوں میں تیری عطا کا یا رب تیرا مجرم ہوں
آمین یارب' آمیں شاہا' تو ہی مالک تو ہی مولیٰ

دیتا ہے قرآں کا وسیلہ' حافظ تیرا خاطی بندہ
بخشش فرما اس کی آقا' تو ہی مالک تو ہی مولیٰ

(۱۸ر جمادی الاخری ۱۴۱۶ھ ☆ ۱۲ر نومبر ۱۹۹۵ء)
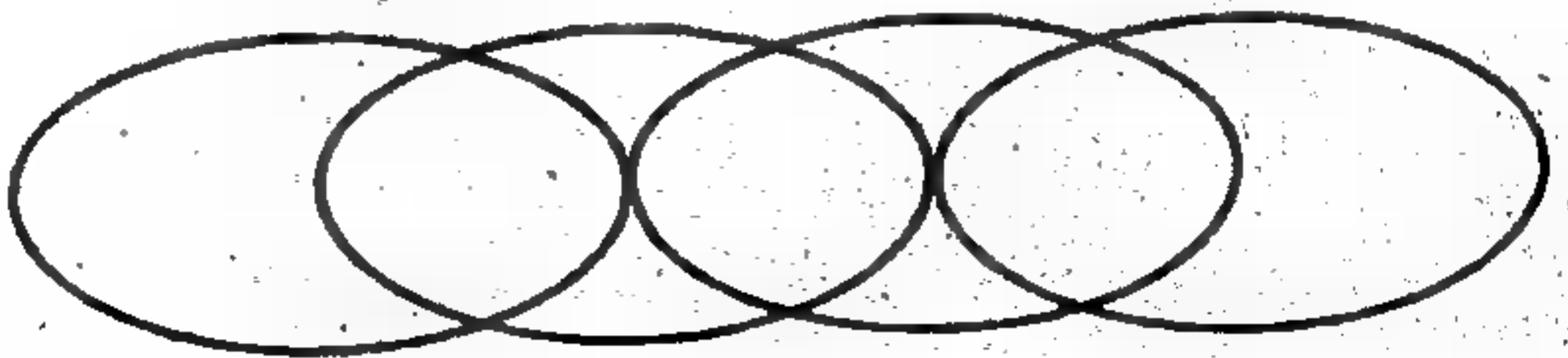
ہمیں حمد و ہمیں نعت

ہم جہاں بھی آئیں جائیں رب ہمارے ساتھ ہے
خوف کیوں دل میں بٹھائیں رب ہمارے ساتھ ہے

مومنو مژدہ ملا ہے اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کا
دل کو نہ غمگیں بنائیں رب ہمارے ساتھ ہے

یہ نبی فرما رہے ہیں غار میں صدیق سے
غم کو نہ دل میں بسائیں رب ہمارے ساتھ ہے

جو نبی کا ہوگیا' اللہ اس کا ہوگیا
بخش دیں ساری خطائیں رب ہمارے ساتھ ہے

جن کو آقا مل گئے' اللہ ان کو مل گیا
پھر نہ وہ کیوں گنگنائیں رب ہمارے ساتھ ہے

ہو رخ زیبا نظر میں اور زباں پر یا رسُولؐ
نزع میں ہم مسکرائیں رب ہمارے ساتھ ہے

جان دیں گے عشق احمد میں جو حافظ دیکھنا
مر کے بھی دیں گے صدائیں رب ہمارے ساتھ ہے

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (القرآن)

نعت مصطفی ﷺ
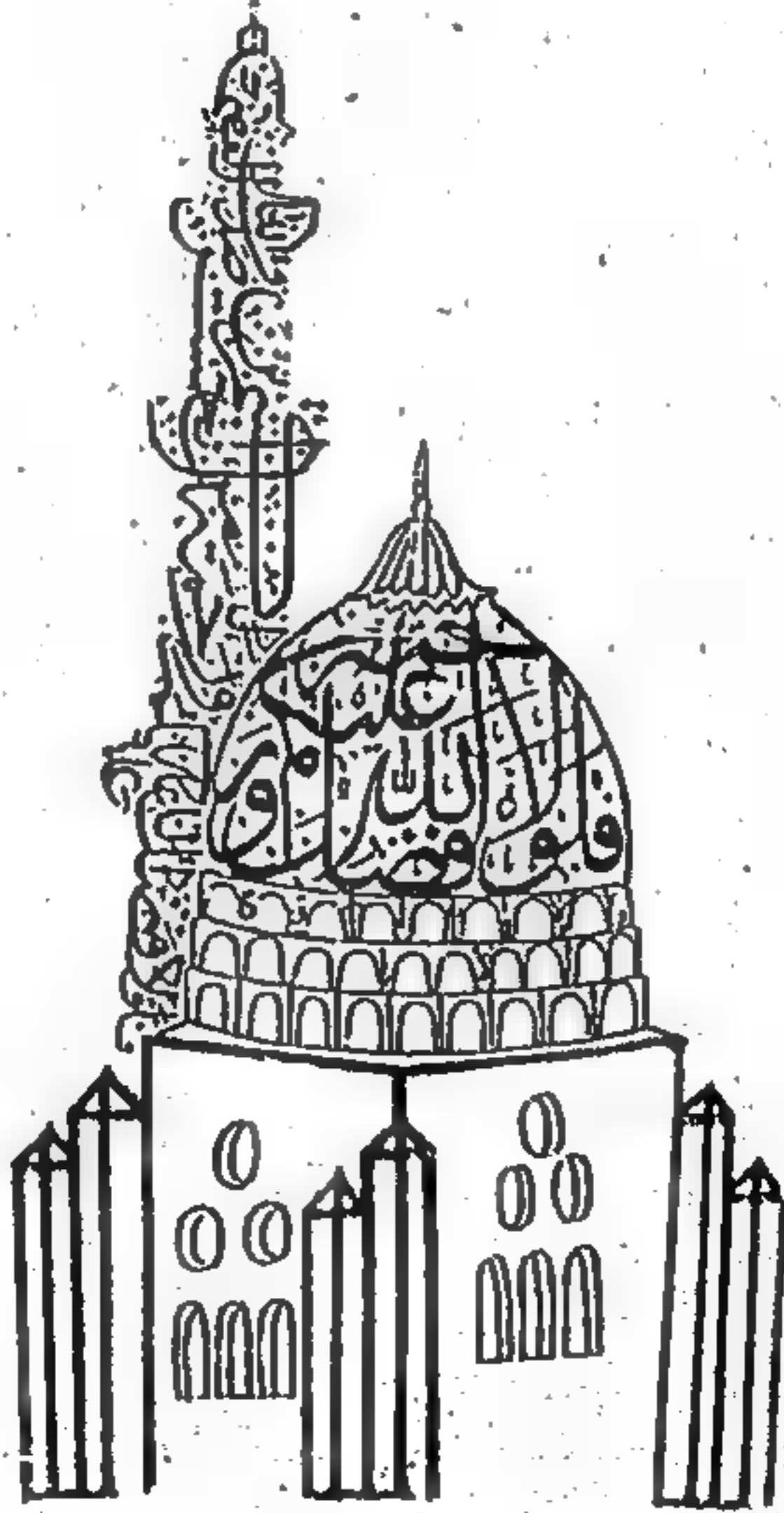
جلال و جمال

حضور ساقیٔ کوثر مرا سوال بھی تھا
ملا جو جام چھلکتا، مجھے حلال بھی تھا

کہیں جلال کے پردے میں تھا جمال دوست
کہیں جمال کی آغوش میں جلال بھی تھا

مری عطا سے جو بڑھ کر ملا وہ ان کا کرم
یہ میری حسن طلب کا مگر کمال بھی تھا

مری نگاہ میں وَالَّیْل کا رہا مضموں
مرے نصیب میں سودائے زلف و خال بھی تھا

یہ بے خودی تھی، جنوں تھا، کہ خویش آگاہی
کہ ہوش گم تھے مگر یار کا خیال بھی تھا

بہار جھانکتی آئی خزاں کے پردے سے
فراق تلخ سہی، مورث وصال بھی تھا

تباہ کرکے رہیں تیری شوخیاں تجھ کو
خودی میں ڈوبنے والے تو بدمآل بھی تھا

تلاش کرہی لیا رحمتوں نے حافظ کو
شکستہ دل بھی، پریشاں بھی، خستہ حال بھی تھا

(نومبر ۱۹۸۱ء)

مقصودِ حیات

قبر میں لیکے تیری دید کا ارمان گیا
کون کہتا ہے کہ میں بے سرو سامان گیا

صرف دنیا سے وہی صاحبِ ایمان گیا
جو ترا ہوکے رہا دل سے تجھے مان گیا

مَرحَبَا۔ آپ وہاں صاحب اَسرٰی پہنچے
نہ جہاں کوئی فرشتہ کوئی انسان گیا

جب اٹھی چشم گدا سوئے مدینہ اٹھی
جب گیا سَروَرِ عالم کی طرف دھیان گیا

میں تمہاری نگۂ لطف و عنایت کے نثار
جز تمہارے نہ کسی اور طرف دھیان گیا

نفسی نفسی تھی نہ تھا ہوش کسی کو لیکن
تیرا دیوانہ تجھے حشر میں پہچان گیا

نزع میں پیش نظر تھا رخ مولا حافظ
یعنی دنیا سے میں پڑھتا ہوا قرآن گیا

(مطبوعہ ہفت روزہ المدینہ کراچی جولائی ۱۹۷۱ء)

مدحت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

مہر نبوت، ماہ رسالت، رحمت سے بھرپور
ایک نگاہ لطف ادھر بھی، شفقت سے بھرپور

آپ کی آمد سے ہی بنی ہیں، راحت دل کا ساماں وہ
ایسی راہیں جو تھیں پہلے کلفت سے بھرپور

آپ کے آنے سے ہی ہوا ہے جگمگ جگمگ عالم یہ
آپ سے پہلے سارا جہاں تھا ظلمت سے بھرپور

ہر اک رنج و غم کا مداوا، دنیا ہو کہ عقبیٰ ہو
نامِ محمد دونوں جہاں میں راحت سے بھرپور

اُن کے پسینے کی خوشبو سے تیری ہوائیں مہکی ہیں
شہر مدینہ تیری فضا ہے نکہت سے بھرپور

عرش پہ اس کے پاؤں کی آہٹ، وجہ سحر ہے اس کی اذاں
اللہ اللہ ان کی غلامی، رفعت سے بھرپور

ان کے ہی کردار و عمل سے سارا عالم روشن ہے
ان کے گھر کا بچہ بچہ لَمعَت سے بھرپور

ملی کہاں ہے کسی نبی سے آپ سے پہلے شاہِ امم
میرے آقا ایسی محبت، اُمت سے بھرپور

وہ ہیں امینِ کُنتُ کَنزاً ، بزمِ دَنیٰ کے مہماں وہ
سِدرہ سے آگے ان کی خلوت' جلوت سے بھرپور

شجر و حجر محکوم ہیں ان کے' جنؑ و بشر کی بات ہے کیا
ان کو دیا ہے رب نے رتبہ طاقت سے بھرپور

ان کے دشمن رب کے دشمن' بوجہل کے ساتھی ہیں
طوق گلے میں ان کے پڑا ہے' لعنت سے بھرپور

سجدہ گہہِ غلمان و ملک ہے' رشک مہر و ماہ فلک
ان کی نسبت سے ہے مدینہ' حرمت سے بھرپور

ہم سے کہاں ہو مدح ان کی ' جنکا ثناخواں خالق ہے
حافظ پورا قرآن ان کی مدحت سے بھرپور

(۱۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

بیمارِ رسول ﷺ

کلفتیں بہہ گئیں سب اشک پشیماں ہو کر!
آگیا جب بھی تصور کبھی مہماں ہو کر

میں رہوں خُلد میں ہم پایۂ رِضواں ہو کر
ہو بسر عمر مری آپ کا درباں ہو کر

گرنے والا تھا کہ دامان نبی تھام لیا
کتنا ہشیار ہوں مست مئے عصیاں ہو کر

ان کے دیوانے کو رحمت نے وہیں ڈھانپ لیا
سوئے طیبہ جو چلا بے سرو ساماں ہو کر

رشک کرتے تھے فرشتے بھی مری قسمت پر
ظِلِّ رحمت جو بڑھا میرا نگہباں ہو کر

جل اٹھے، خاک ہوئے منکر عظمت اے شہا
جب ترا ذکر چھڑا "صبح بہاراں" ہو کر

ہے شفاعت پہ جسے ان کی یقین کامل
کیوں وہ عُقبیٰ میں پھرے خوار و پشیماں ہو کر

ہم نشینی کا شرف تم نے گدا کو بخشا
انکساری یہ! شہِ عالم امکاں ہو کر

مرے آقا کی رفاقت جسے مل جائے گی
نہ پھریگا وہ قیامت میں ہراساں ہو کر

مسکراتے ہیں مرے زخم جو دل کے حافظ
پھول بھی دیکھتے ہیں دیدۂ حیراں ہو کر

آپ ہی آپ ﷺ

یا حبیبِ خدا، یا شَفِیعَ الْوَرٰی، آپ جیسا نہیں کوئی بھی ہر طرف
از ازل تا ابد، از زمیں تا فلک، آپ ہی آپ ہی آپ ہی ہر طرف

آپ شَمْسُ الضُّحٰی، آپ بَدْرُ الدُّجٰی، آپ محبوبِ رَبّ، آپ نورِ خدا
کیا زمیں کیا زماں، کیا مکاں لا مکاں، آپ کے نور کی روشنی ہر طرف

عرش سے فرش تک فصلِ گل آگئی، مہکا سارا جہاں جاں میں جاں آگئی
زلف لہرائی جب روئے وَالشَّمْس پر، رحمتوں کی گھٹا چھاگئی ہر طرف

سرد ایراں کا آتشکدہ ہوگیا، قصرِ کِسرٰی کے کنگرے گرے ٹوٹ کر
آپ تشریف لائے تو باطل گیا، نورِ حق کی ہوئی روشنی ہر طرف

ذہن و دل آدمی کے جلا پاگئے، جو تھے بھٹکے ہوئے راہ پر آگئے
یہ کرم آپ کا یہ عطا آپ کی، آدمی کو ملی زندگی ہر طرف

سمٹا ہر فاصلہ، وقت ٹھہرا رہا، اُدْنُ مِنِّیْ کی تھی ہر اک لمحہ صدا
عرش سے فرش تک نور ہی نور تھا، ماہِ اَسرٰی کی تھی چاندنی ہر طرف

خوف و ڈر غیر کا دل میں وہ لائیں کیوں، ان کے جو ہوگئے غم سے گھبرائیں کیوں
حافظ ان کے جو ہیں، ان پہ سرکار کی ہے نگاہِ کرم ہر گھڑی ہر طرف

(۱۵ر اکتوبر ۱۹۹۵ء)

حسین نبی ﷺ

جب ان کا تصور آتا ہے اشعار حسیں ہو جاتے ہیں
ہر بزم حسیں ہو جاتی ہے دربار حسیں ہو جاتے ہیں

قربان نزاکت پر ان کی، گلزارِ جناں کے گل بوٹے
طیبہ کے سفر میں اے زائر سب خار حسیں ہو جاتے ہیں

جب جام الفت و عشق نبی، پیتے ہیں نبی کے مستانے
عرفان کی مستی میں ڈھل کر مہ خوار حسیں ہو جاتے ہیں

انوارِ غبارِ طیبہ نے یوں شمس و قمر کو چمکایا
جس طرح کسی کے غازے سے رخسار حسیں ہو جاتے ہیں

جب گنبد خضرا کا منظر آنکھوں میں ہماری ہوتا ہے
اک بزم سخن سج جاتی ہے افکار حسیں ہو جاتے ہیں

ہر دور میں تازہ دیکھا ہے اعجاز، نبی کی سیرت کا
کردار حسیں ہو جاتے تھے کردار حسیں ہو جاتے ہیں

قربان میں ان کے، صدقہ ہے آقا کے تصرف کا حافظ
ہو حمدِ خدا، یا نعتِ نبی، اذکار حسیں ہو جاتے ہیں

(مئی ۱۹۷۹ء)

پشتو طرز میں نعت سرکار صلی اللہ علیہ وسلم

ہر لحہ جہاں پر ہو فرشتوں کا پڑاؤ
ایسا ہو کوئی اور اگر در تو بتاؤ

حاصل ہو جسے بھی غم سرکار کی نعمت
رکھتا ہے کہاں پر وہ زمانے سے لگاؤ

وہ حبس کا عالم ہے کہ اب جاں پہ بنی ہے
اس سمت بھی رخ شہر مدینہ کی ہواؤ

مطلوب ہے گر میری شفا تم کو طبیبو
دھووَن مجھے سرکار کے قدموں کا پلاؤ

اک ذرہ نہ دوں خاکِ کفِ پائے نبی کا
ہے ہیچ نگاہوں میں جو کونین بھی لاؤ

حافظ یہاں دیوانے ہیں سرکار کے جو بھی
آتی نہیں ان کی کبھی طوفان میں ناؤ

(جون ۱۹۹۳ء)
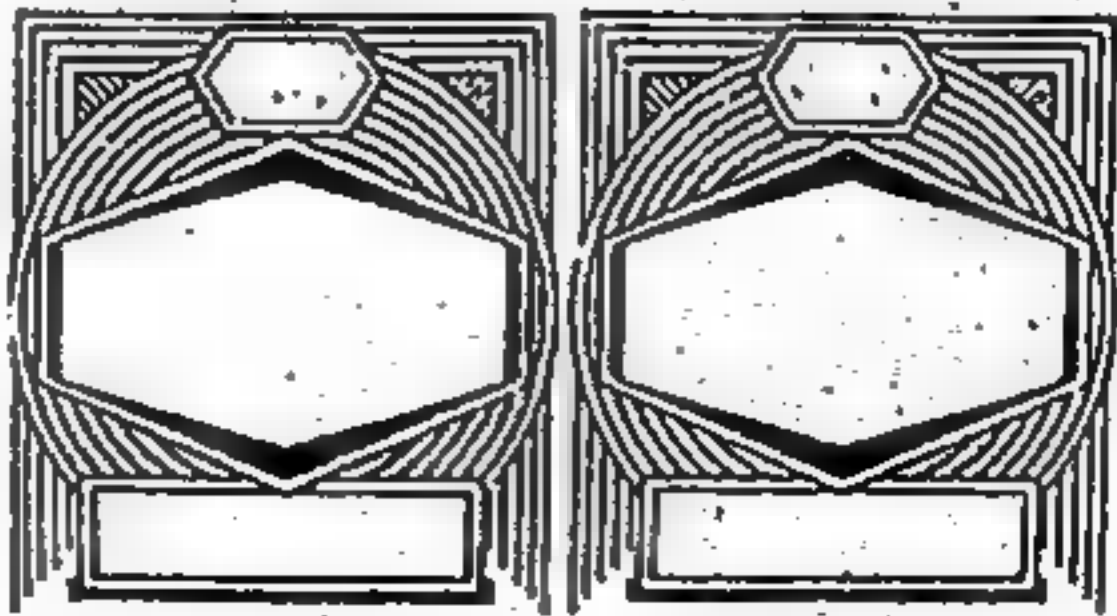
اَغِثْنِیْ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عمل پہ اپنے حیراں ہوں اَغِثْنِیْ یَارَسُوْلَ اللہ
پریشاں ہوں پریشاں ہوں اغثنی یارسول اللہ

پڑا ہوں معصیت میں نام کی نیکی نہیں لیکن
تمہارے دم پہ نازاں ہوں اغثنی یارسول اللہ

ذرا جلوہ دکھا دیجئے نزع کا وقت ہے آقا
بس اب لمحوں کا مہماں ہوں اغثنی یارسول اللہ

شفاعت آپ کی ہی روز محشر کام آئے گی
اسی رحمت پہ فرحاں ہوں اغثنی یارسول اللہ

ہیں مُنکَر اور نَکیر آئے لحد میں پوچھنے مجھ سے
سوالوں سے میں لرزاں ہوں اغثنی یارسول اللہ

فقیر قادری میں ہوں تہی دست و تہی داماں
تمہارے در پہ گریاں ہوں اغثنی یارسول اللہ

درِ اقدس کی قربت ہے دوا بیمار فرقت کی
مریض مرض ہجراں ہوں اغثنی یارسول اللہ

سلاطین ہو کے بھی ان کو میسّر کب یہ نعمت ہے
میں منگتا ہو کے شاداں ہوں اغثنی یارسول اللہ

نگاہیں آپ کے حافظ کی ہیں اب روئے تاباں پر
میں محو دید قرآں ہوں اغثنی یارسول اللہ

(۲۲ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

رحمت کی کیاری

کہیں بھی زندگی میں چین وہ پایا نہیں کرتے
جو بدقسمت درِ محبوب پر جایا نہیں کرتے

چُنے لَاتَقْنَطُوْا کے گُل جو رحمت کی کیاری سے
ہمیشہ تر ہی رہتے ہیں یہ مرجھایا نہیں کرتے

مرے آقا سے جو مانگو عطا فرما ہی دیتے ہیں
ذرا بھی میل اپنی آنکھ میں لایا نہیں کرتے

بڑھاؤ جھولیاں اپنی نبی سے مانگنے والو
کہ اس در کے جو سائل ہیں وہ شرمایا نہیں کرتے

تمہارے چاہنے والوں کا عالم ہی نرالا ہے
زمانے میں کسی سے خوف وہ کھایا نہیں کرتے

نہ آزردہ نہ آشفتہ ہو ہرگز اُمّتِ عاصی
کہ آقا لطف کرتے ہیں غضب ڈھایا نہیں کرتے

گنہگارانِ امت کو جو مژدہ مل گیا حافظ
"نبی شافِعِ مُشَفَّع" ہیں تو گھبرایا نہیں کرتے

(نومبر ۱۹۷۴ء)

تجلئیِ ماہ مدینہ

(بموقع طرحی مشاعرہ دارالعلوم امجدیہ کراچی)

جس کی کہیں مراد نہ پوری ہوا کرے
آئے در حبیب پہ وہ التجا کرے

دھندلا چکا ہے آئینۂ روئے کائنات
" ماہ مدینہ اپنی تجلی عطا کرے "

دامِ فریب میں قفس میں ہے مُرغِ دل اسیر
مشکل کشائی ناخنِ عُقدہ کُشا کرے

معجز نمائی لبِ عیسٰی بجا ----- مگر
جو آپ کا مریض ہو وہ کیوں دوا کرے

آنکھوں سے اشک روز بہیں تیری یاد میں
اے کاش روز جشن چراغاں ہوا کرے

ہے رحمت خدا کی نظر چشم ناز پر
رخ دیکھیے کدھر نگہ مصطفٰی کرے

میں سوز عشق سرورِ کونین کے نثار
ٹھنڈی نہ ہو یہ آتش رحمت خدا کرے

خم ہو جو ان کے در پہ تو پھر سر نہ اٹھ سکے
ہو ختم زندگی کا سفر یوں خدا کرے

حافظ جو چاہتا ہے کوئی قرب کبریا
آٹھوں پہر درود نبی پر پڑھا کرے

(مطبوعہ: ماہنامہ ماہ طیبہ سیالکوٹ اکتوبر ۱۹۷۰ء)

ایک اردو نظم کی پشتو طرز سے متاثر ہو کر نعت کہی

تجھ کو قسم ہے زائر
آنا نہ ہاتھ خالی
طیبہ کو جانے والے
میں بھی ہوں اِک سوالی

کہنا مرے آقا سے
مولائے مدینہ سے
اُس جانِ تمنا سے
یعنی مرے داتا سے

سرکار میرے والی
میں بھی ہوں اک سوالی

یہ کہنا وہاں جا کر
اک آہ ذرا بھر کر
اے آقا ذرا مجھ پر
للہ کرم بھی کر

آیا ہوں ہاتھ خالی
میں بھی ہوں اک سوالی

اب سندھ کے سینے میں
کیا رکھا ہے جینے میں
پہنچوں جو مدینے میں
شہروں کے نگینے میں
چوموں گا اُن کی جالی
میں بھی ہوں اِک سوالی

اللہ رے ترا گفتہ
اشعار کا گلدستہ
اے حافظ آشفتہ
اب ہو جا کمر بستہ

تو نے مراد پالی
میں بھی ہوں اِک سوالی

(اکتوبر ۱۹۷۲ء)
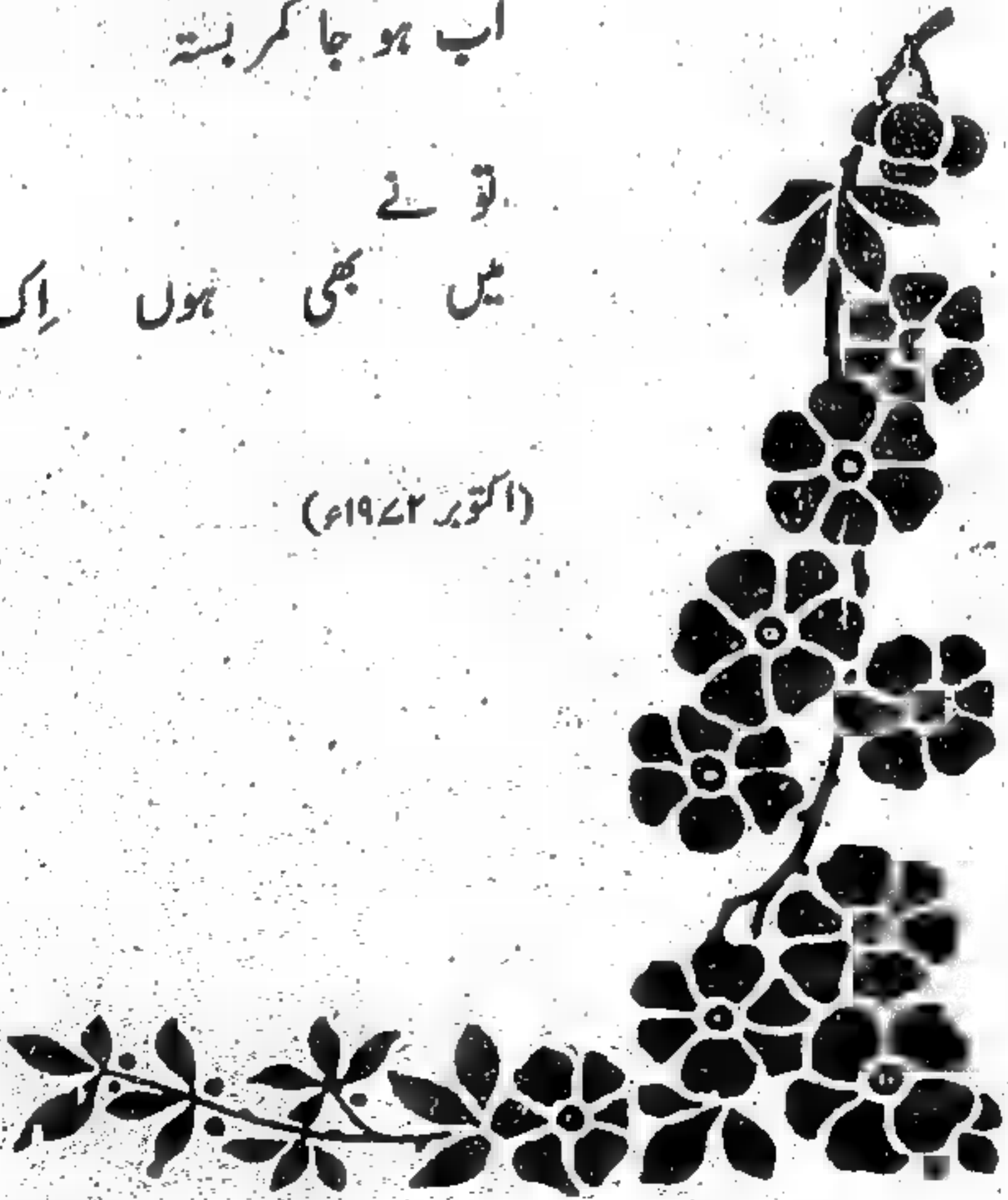
صدقۂ رسول ﷺ

آفتاب آگیا ماہتاب آگیا' غمزدہ دل سکوں سے ٹھہر جائیں گے
گرمئ روزِ محشر سے گھبرائیں کیوں' ان کے صدقے یہ لمحے گزر جائیں گے

اور کچھ دیر آہ و فغاں کا ہے شور' تشنہ کامی کے لمحے گزر جائیں گے
میرے آقا کو کوثر پہ آنے تو دو' جتنے خالی ہیں سب جام بھر جائیں گے

مژدہ جاؤکَ کا عاصیوں کو ملا' اب تو سب کے مقدر سنور جائیں گے
اپنا سویا مقدر بھی جاگے گا اب' طیبہ لاریب شام و سحر جائیں گے

اے دو عالم کے آقا حبیب خدا' میرے ماں باپ بھائی ہوں تم پر فدا
رَبِّ سَلِّمْ کا سایہ جو ہم پر رہے' پل سے ہم وجد کرتے گزر جائیں گے

بحرِ عصیاں میں ہیں غرقِ عصیاں شعار' تابہ ساحل پہنچنے کی طاقت نہیں
رحمتِ مصطفیٰ گر اشارہ کرے غم میں ڈوبے ہوئے سب ابھر جائیں گے

تھام لے ان کا دامن جو حافظ یہاں' بگڑی اس کی بنے گی یہاں اور وہاں
بس درود و سلام ان پہ بھیجا کرو' خودبخود کام بگڑے سنور جائیں گے

(ستمبر ۱۹۷۱ء)
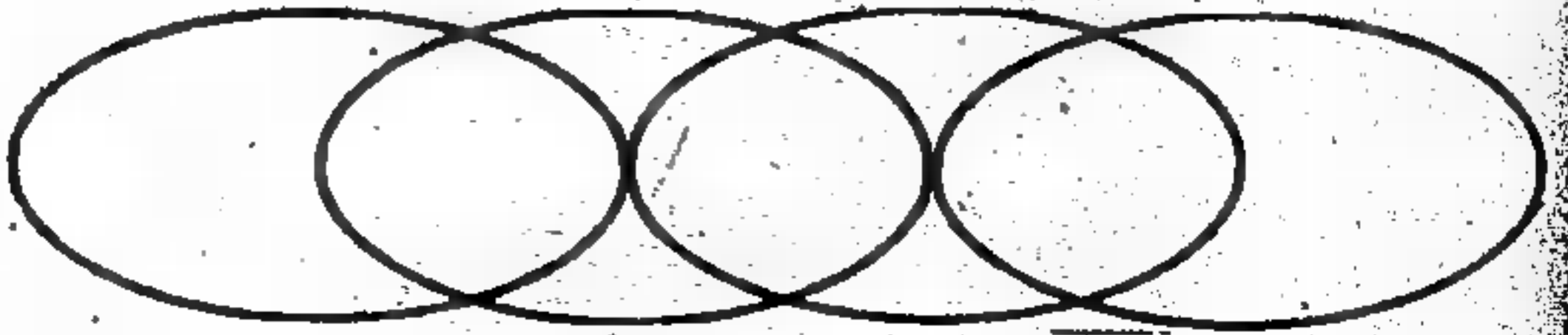
ایقان مومن

خود کو عشق مصطفےٰ میں جو مٹاتے جائیں گے
وہ بہر لمحہ یقیناً چین پاتے جائیں گے

سیّدِ کونین سے جو لَو لگاتے جائیں گے
وہ خدا کو باخدا نزدیک پاتے جائیں گے

جو نبی کے عشق میں جلتے ہیں یاں پروانہ وار
وہ بروز حشر ہر دم جگمگاتے جائیں گے

خودبخود چومیں گی آکر منزلیں ان کے قدم
ان کے نقش پا پہ جو سر کو جھکاتے جائیں گے

نزع کے عالم میں جب جلوہ دکھائیں گے حضور
اپنی اپنی لحد میں ہم مسکراتے جائیں گے

ٹھنڈے ٹھنڈے میٹھے بھر کے وہ کوثر کے جام
ہم تو پیتے جائیں گے اور وہ پلاتے جائیں گے

جب سر محشر سنیں گے رَبِّ سَلِّم کی صدا
ان کے عاصی نعت پڑھتے گنگناتے جائیں گے

کوئی بھی پرساں نہ ہوگا حشر میں حافظ مگر
میرے آقا عاصیوں کو بخشواتے جائیں گے

نعتِ سیدُ الابرار صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ اللہ کتنا عالی مرتبت دربار ہے
ہر طرف انوار کی یلغار ہی یلغار ہے

سُنیئو مُژدہ کہ ساماں مغفرت کا ہوگیا
شافع محشر نبی ہیں اور خدا غفّار ہے

دل کھنچے جاتے ہیں اس آواز پر پروانہ وار
کتنی دلکش کیسی شیریں آپ کی گفتار ہے

حشر میں کل ڈھونڈ لیں گی اس کو حق کی رحمتیں
جس کے لب پر آج نعتِ سید الابرار ہے

حافظ اب تجھ پر نہ ہو کیوں غوث اعظم کی نظر
تو بھی اک ادنیٰ غلامِ احمدِ مُختار ہے

(اگست ۱۹۷۱ء)

کیا کہیئے!

قرآن مکمل سیرت ہے یہ شان رسالت کیا کہیئے
فاران کی چوٹی سے چمکا خورشید ہدایت کیا کہیئے

رہتی ہے تخیّل میں میرے اک چاند سی صورت کیا کہیئے
دل سوئے مدینہ ہوتا ہے ہوتی ہے عبادت کیا کہیئے

وہ بھیک عطا کر دیتے ہیں سائل کو طلب سے بھی پہلے
اس پاس بلانے والی کی یہ رحمت و شفقت کیا کہیئے

اُدنیٰ سا اشارہ پاتے ہی جب چاند بھی ٹکڑے ہوتا ہے
اس چاند کی طاعت کیا کہیئے اس نور کی طاقت کیا کہیئے

ڈوبا ہوا سورج بھی پلٹا واللہ جو پایا حکم نبی
ہے فرش سے تا با عرش بریں آقا کی حکومت کیا کہیئے

سر قدموں پہ خم ہیں شاہوں کے کونین تصرف میں ان کے
جو ان کے گدا کو حاصل ہے وہ شان اور شوکت کیا کہیئے

گلزار محمد کی ہیں کلی بوبکر و عمر عثمان و علی
پھیلے نہ زمانے میں کیسے ان کلیوں کی نکہت کیا کہیئے

کیا میری زباں کیا میرا قلم سب ان کا کرم ہے اے حافظ
ہوں بزم سخن میں نغمہ سرا، اللہ رے قسمت کیا کہیئے

(ماہ طیبہ، جنوری ۱۹۷۰ء)

کعبۂ نور صلی اللہ علیہ وسلم

جانِ جاں تیری طلب میں جسے موت آئی ہے
بخدا اس نے حیاتِ ابدی پائی ہے

تیرے ہر ناز کی قرآں نے قسم کھائی ہے
تیرے رب کو تری اک اک ادا بھائی ہے

زُلف کب اس رخ روشن پہ یہ لہرائی ہے
کعبۂ نور پر رحمت کی گھٹا چھائی ہے

جستجو چاند کو تیری' تیری سورج کو تلاش
ایک ہم کیا ہیں زمانہ تیرا شیدائی ہے

لوٹتا ہے کوئی قدموں پہ' کوئی دامن پر
حشر میں آج گنہگاروں کی بن آئی ہے

یہ شگوفوں کا تبسم یہ ہنسی کلیوں کی
تیرے جلووں کی یہ سب انجمن آرائی ہے

میرے عصیاں مجھے لے آئے ہیں آقا کے حضور
ساتھیو! کتنی مبارک مری رسوائی ہے

چمنِ دل کا ہر اک پھول ہے فردوس بکف
تیری یاد آئی ہے یا آج بہار آئی ہے

باتوں باتوں میں چھڑی ہے جو تیری زلف کی بات
دیکھتے دیکھتے رحمت کی گھٹا چھائی ہے

آپ کی یاد ہے' آنسو ہیں' شب ہجراں میں
بزم کی بزم بنے تنہائی کی تنہائی ہے

میں نے سر رکھ ہی دیا سنگ در اقدس پر
لوگ کہتے رہے دیوانہ ہے سودائی ہے

آج محشر میں ہے کس اوج پہ حافظ کا نصیب
دامن سرور عالم میں جگہ پائی ہے

(۲۳ صفر ۱۳۹۴ھ' اکتوبر ۱۹۷۴ء بر مشاعرہ دارالعلوم امجدیہ کراچی)

دربارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
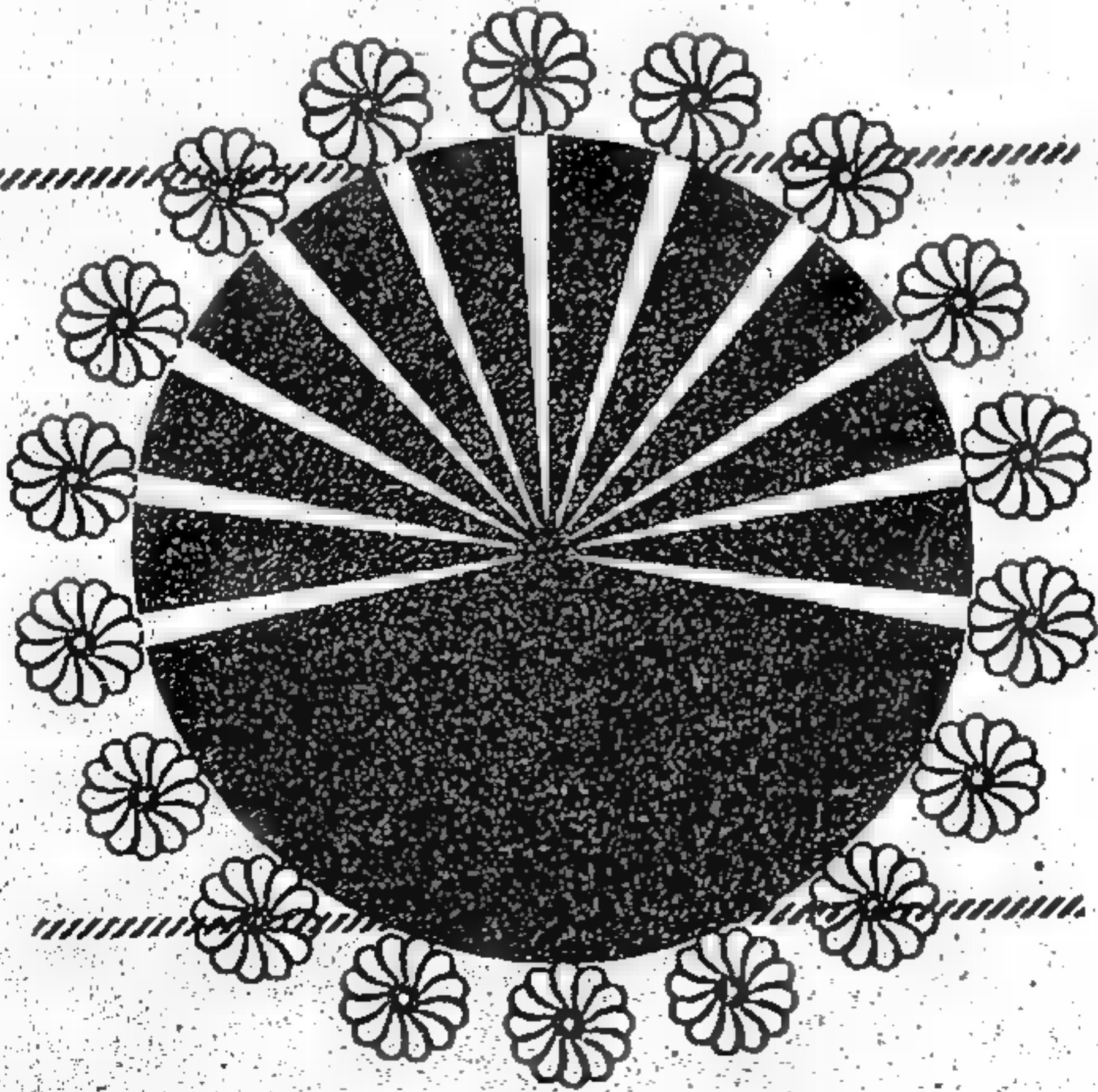
ادب ہے یاں چلے آؤ یہ آقا کی عدالت ہے
مرادیں مانگ لو اپنی کہ "جاؤک" بشارت ہے

شہِ لولاک حاضر اور شہِ لولاک ناظر ہیں
یہی اول یہی آخر ہیں ختم ان پہ رسالت ہے

نسیم صبح حاضر ہو اگر سرکار کے در پر
تو کہنا ہم غلاموں کو تمنائے زیارت ہے

خدا کے واسطے آقا غلاموں کو اجازت ہو
دیار پاک میں پہنچیں تو دنیا کی نہ حاجت ہے

حریم ناز میں پہنچیں صدا روضے سے یوں آئے
مبارک تجھ کو آنا ہو' بشارت ہی بشارت ہے

طلب کرنے سے پہلے ہی سوالی جھولی بھرتا ہے
یہ آقا کی ہی رحمت ہے یہ ان کی ہی سخاوت ہے

سر محشر اک ہنگامہ بپا ہے نفسی نفسی کا
تسلی دے کوئی ہم کو کسی میں یہ نہ طاقت ہے

مرے آقا میرے مولا ہیں مالک روز محشر کے
فقط ان کی حکومت ہے فقط ان کی ولایت ہے

نہ آشفتہ نہ آزردہ ہو ہرگز امت عاصی
کہ وا تیرے لئے محشر میں آغوش شفاعت ہے

درود پاک پڑھ لینا کہ نجدی خاک ہو جائے
عبادت اس طرح کرنا کہ اس میں ہی حلاوت ہے
چپک کر ہونٹ رہ جاتے ہیں جب بھی نام لیتے ہیں
وہ شیرینی تمہارے نام میں ہے اور حلاوت ہے
لگی ہیں رات دن نظریں سوئے طیبہ مری حافظ
پیام مصطفیٰ آئے تو کیا شی یہ مسافت ہے

(جولائی ۱۹۷۱ء)

قلزم رحمت

نبی کی یاد میں مرنا نویدِ زندگانی ہے
پیام مرگ میں پنہاں حیاتِ جاودانی ہے

عرب میں آمدِ فصلِ بہارِ زندگانی ہے
نیا جوبن ہے کلیوں پر تو پھولوں پر جوانی ہے

شب فرقت خنک کس درجہ اشکوں کی روانی ہے
کہ اک اک بوند گویا قلزمِ رحمت کا پانی ہے

سراپا دیکھ کر ہم نے تو اتنی بات جانی ہے
کمال دست قدرت میں جمال مَنْ رَاٰنِیْ ہے

اچانک زندگی کا غنچہ غنچہ مسکرا اٹھا
گلستاں میں یہ کس کی آمد آمد کی نشانی ہے

گہر ھائے شفاعت ہیں گناہگاروں کے دامن میں
سحاب لطف و احساں کی یہ کیسی دُرفشانی ہے

ملے ہوں گے نہ جانے اس کو کتنے قیمتی موتی
تری گلیوں کی جس نے اے شہہ دیں خاک چھانی ہے

خوشا ان کی حضوری ان کی فرقت اے زہے قسمت
کرم وہ بھی ہے ان کا اور یہ بھی مہربانی ہے

ملی حافظ کو شرکت کی سعادت پاک محفل میں
کہ جشن عید میلاد النبی میں نعت خوانی ہے

ملی حافظ کو دستار فضیلت نیک ساعت میں
کہ جشن عرس بھی ہے اور بزم نعت خوانی ہے

(بموقع دستار بندی جلسہ دستار فضیلت دار العلوم امجدیہ کراچی مارچ ۱۹۷۴ء)
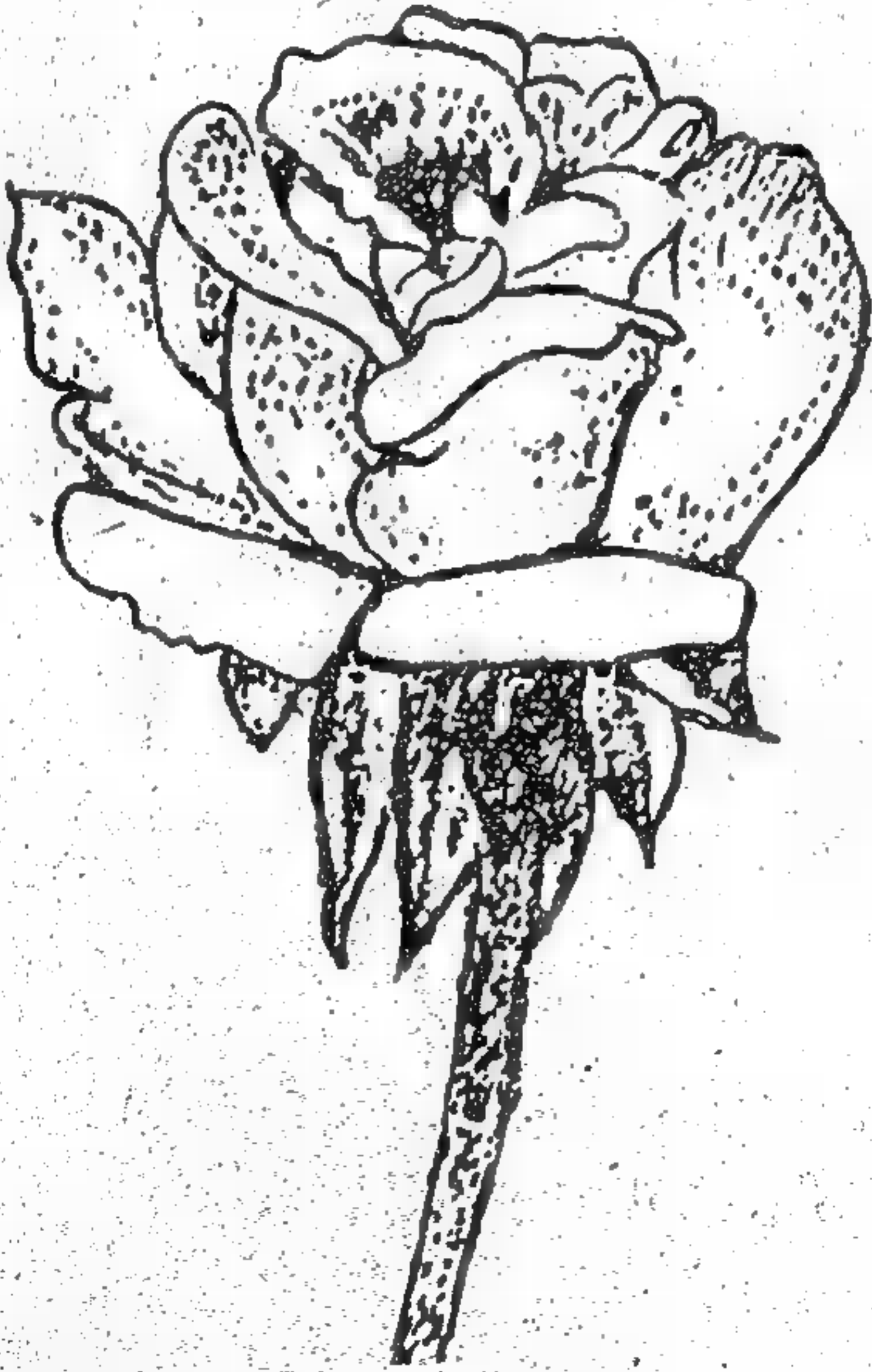
یادِ حبیب ﷺ

مدینے کی گلی بھی کیا گلی ہے
جہاں کی زندگی سب سے بھلی ہے

ہے صد رشکِ فلک اس کی قسمت
حبیبِ کبریاء کا جو ولیؒ ہے

ضیاء بر کیف ہے داغِ ہجرِ طیبہ
منور شہرِ دل کی ہر گلی ہے

طلوعِ صُبح تک یادِ نبی میں
مرے ہر اشک کی مشعل جلی ہے

بہارِ باغِ طیبہ اللہ اللہ!
شگفتہ میرے دل کی ہر کلی ہے

وہاں کی خاک کو سرمہ بنایا
کبھی چہرے سے وہ مٹی ملی ہے

گدائے مصطفےٰ کی بات کیا ہے
خدا خود اس کا والی ہے ولی ہے

غلامانِ محمد کی ہے جنت
درِ جنت پہ تحریر جلی ہے

ترے قربان اے نامِ محمد
تجھی سے زندگی پھولی پھلی ہے

سکوں ہے ہجرِ مولا میں بھی حافظؔ
یہ کیسی روح پرور بے کلی ہے

(مئی ۱۹۷۳ء)
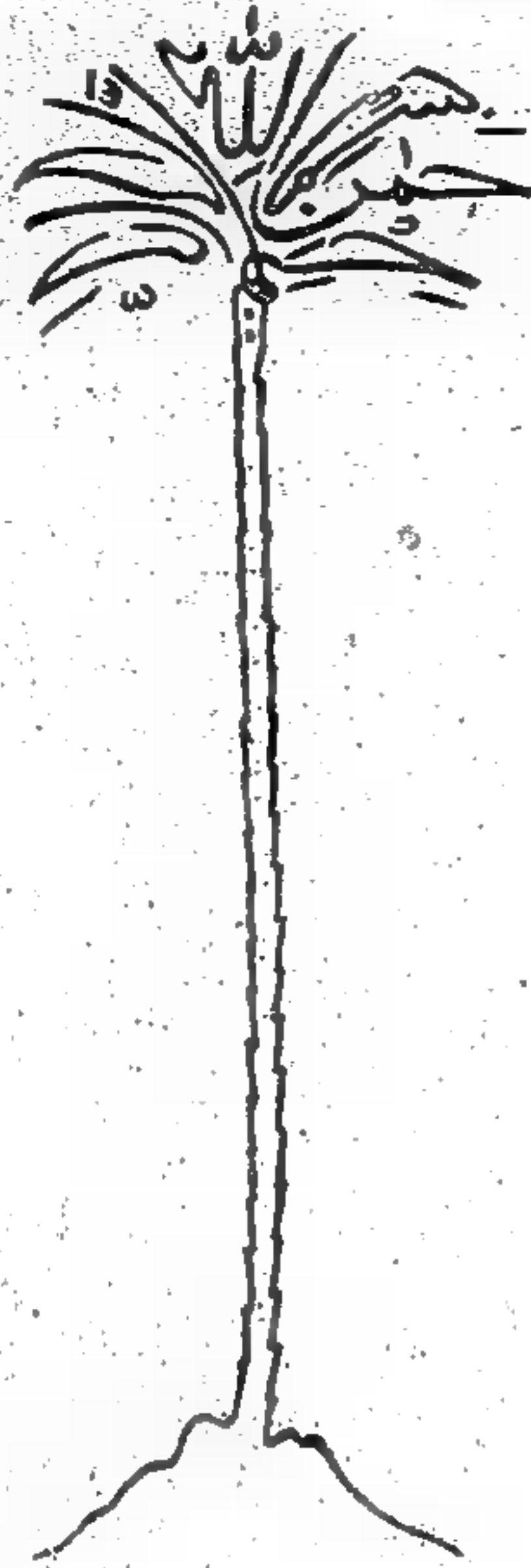
سلام (تضمین بہ سلام رضا رحمۃ اللہ علیہ)

بحر نور و ہدایت پہ لاکھوں سلام
کان لطف و کرامت پہ لاکھوں سلام
کنز اخلاق و حکمت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

وہ گھڑی جبکہ نکلا ہے طیبہ کا چاند
جبکہ روشن ہوا خوب بطحا کا چاند
عرش پر چھاگیا نور اسرا کا چاند
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

ظلمتیں چھٹ گئیں نور سا چھاگیا
زندگی کا قرینہ اسے آگیا
جس پہ بھی پڑ گئی وہ سکوں پاگیا
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

کوئی کیا کرسکے گا بیاں ان کی شان
ہر گھڑی جو سنیں مقصد انس و جان
جن کو آواز دیں سارے بے چارگان
دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

کیجئے اپنے حافظ پہ احساں، رضا
ہو یہ مدحت سرا مثل حساں، رضا
آپ کا بھی ہو پورا یہ ارماں، رضا
"مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا"
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

دُرودِ رضویہ

اعلیٰحضرت امام اہلسنت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ درود شریف ترتیب دیا ہے۔ اسکی خوبی یہ ہے کہ تین مختصر درودوں کو یکجا کر دیا گیا ہے لہٰذا جو شخص ایک مرتبہ یہ درود شریف پڑھے گا وہ حقیقتاً تین مرتبہ درود پڑھنے کے ثواب کا حق دار ہوگا۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
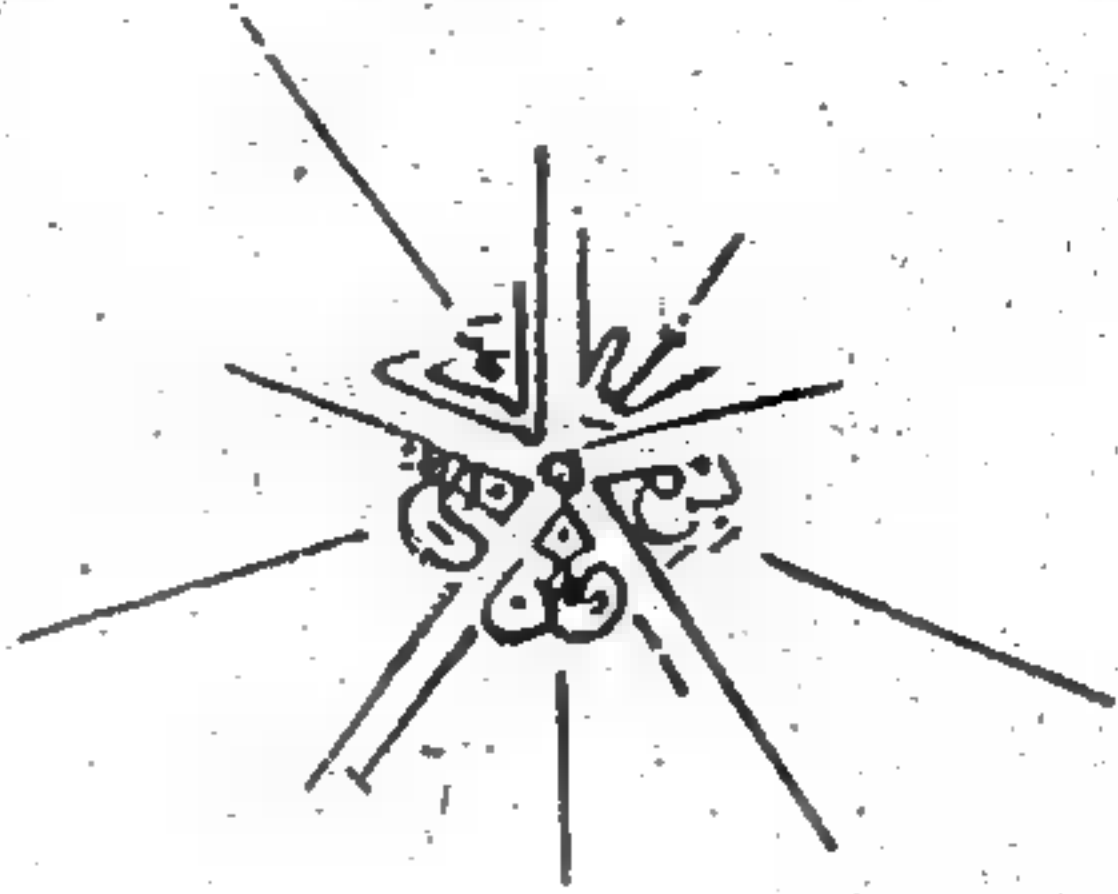
حصۂ منقبت

اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰہ (الحدیث)
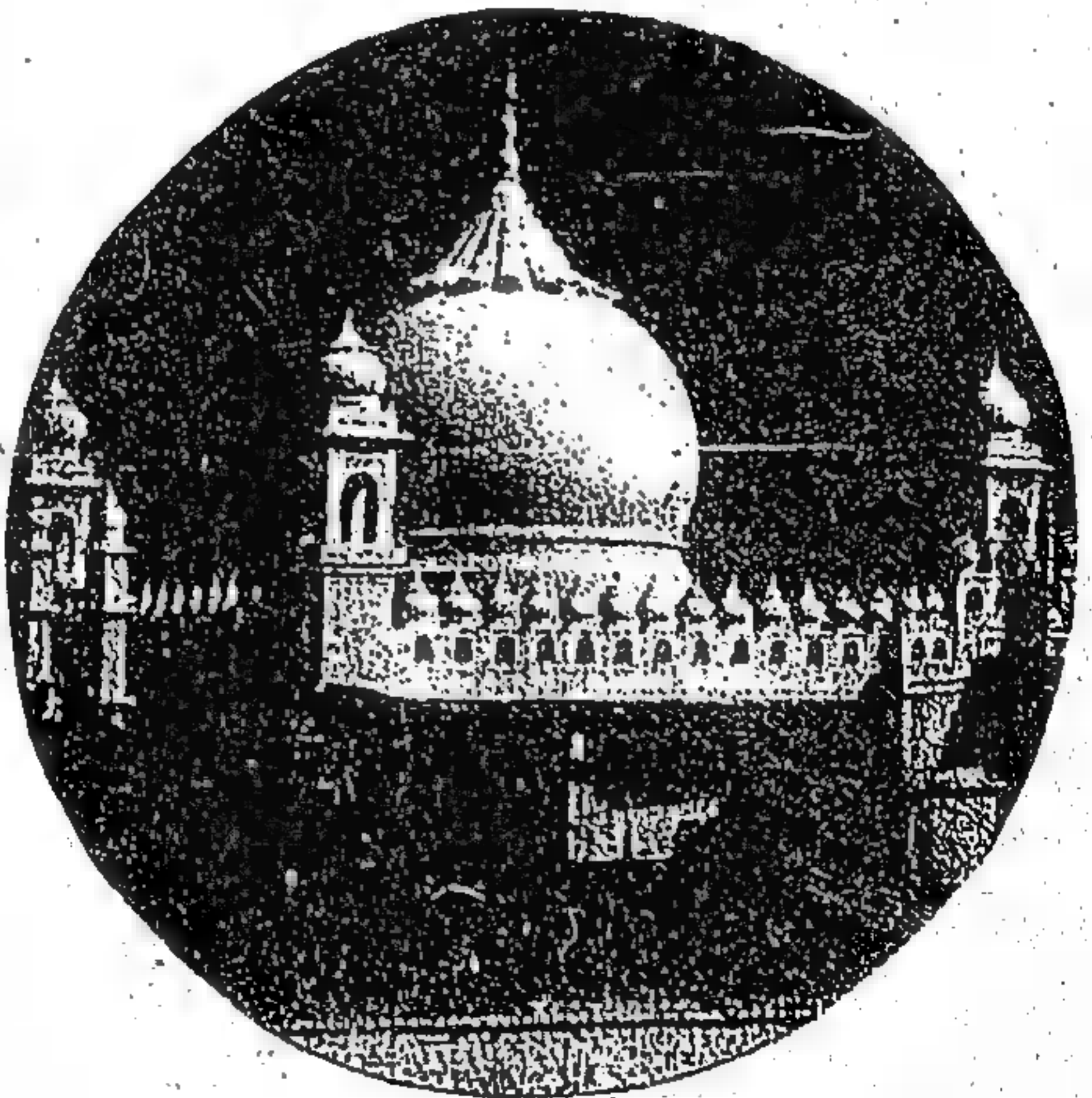
منقبت خلیفہ اول بلا فصل امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

ہم پر ہے احساں آپ کا صدیق اکبر اَلْمَدَدْ
جاری ہے فیضان آپ کا صدیق اکبر المدد

آپ اَمَنَّ النَّاس ہیں آقا کا یہ فرمان ہے
امت پہ احساں آپ کا صدیق اکبر المدد

ہے آپ کی صِدِّیقِیَّتْ مَخْتُوم اَزْوَحیِ اِلٰہ
ظاہر ہے عنواں آپ کا صدیق اکبر المدد

وہ دین سے خارج ہوا جس نے نہ مانا آپ کو
شاہد ہے قرآں آپ کا صدیق اکبر المدد

سب نیکیاں قرباں کریں فاروق اعظم آپ پر
رتبہ ہے ذی شان آپ کا صدیق اکبر المدد

صدقہ رسول پاک(۱) کا ہم کو بھی کر دیجے عطا
جیسا ہے ایقاں آپ کا صدیق اکبر المدد

عثماں علی کا واسطہ طیبہ میں پھر بلوایئے
حافظ ہے حسّاں آپ کا صدیق اکبر المدد

(۱) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۲۲ر جمادی الاول ۱۴۱۶ ھج ☆ ۱۶ر نومبر ۱۹۹۵ء)

منقبت خلیفہ دوم امیر المومنین
سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

اَعْلٰی نشاں ہے آپ کا فاروق اعظم اَلْمَدَدْ
اونچا بیاں ہے آپ کا فاروق اعظم المدد

حُبِّ رسولِ پاک کے صدقے میں کیا عرب و عجم
سارا جہاں ہے آپ کا فاروق اعظم المدد

وحی الٰہی آپ کی جو رائے سے نازل ہوئی
رتبہ عیاں ہے آپ کا فاروق اعظم المدد

وہ ہے کِلَابِ نَار سے جو بُغض رکھے آپ سے
جو بدگماں ہے آپ کا فاروق اعظم المدد

جس رہ گزر پر آپ ہوں شیطاں ادھر جاتا نہیں
ایسا مکاں ہے آپ کا فاروق اعظم المدد

اغیار ہم پہ چھاگئے انصاف بھی ملتا نہیں
دُرّہ کہاں ہے آپ کا فاروق اعظم المدد

صدقے میں پنجتن پاک کے حافظ کو دیں کچھ جرأتیں
یہ بے زباں ہے آپ کا فاروق اعظم المدد

۲۲ر جمادی الاول ۱۴۱۶ھ ☆ ۱۶ر نومبر ۱۹۹۵ء

منقبت خلیفہ سوم امیرالمومنین
سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بے مثل شہرت آپ کی یا حضرتِ عثمان غنی
ہر سُو ہے نکہت ہے آپ کی یا حضرت عثمان غنی

آپ نے پایا دوشالہ نور کی سرکار سے
ایسی ہے لمعت آپ کی یا حضرت عثمان غنی

بدر کے تحفوں میں شرکت سے یہ عُقدہ حل ہوا
مقبول خدمت آپ کی یا حضرت عثمان غنی

آپ ذوالنورین ہیں اور جامع القرآن ہیں
ہر جا ہے عظمت آپ کی یا حضرت عثمان غنی

آپ ہیں پیکر حیا کے اور وفا کی کان ہیں
کیا خوب عفت آپ کی یا حضرت عثمان غنی

آپ کے حسن حیا سے ہے فرشتوں میں حیا
ایسی ہے عزت آپ کی یا حضرت عثمان غنی

آپ نے اپنے لہو سے کفر کو بے دم کیا
وہ ہے ذہانت آپ کی یا حضرت عثمان غنی

مولا علی نے جابجا کیسی بیاں فرمائی ہے
شانِ سخاوت آپ کی یا حضرت عثمان غنی

حافظ مدح خوان آپ کا ایسی بصارت دیجئے
کرلوں زیارت آپ کی یا حضرت عثمان غنی

۲۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ ۱۶ر نومبر ۱۹۹۵ء

منقبت خلیفہ چہارم حیدر کرّار امیرالمومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ہر نفس کا آسرا مشکل کشا شیر خدا
رنج و غم کی ہیں دوا مشکل کشا شیر خدا

خَتَنِ رسول ہاشمی ناز گروہ اتقیاء
یعنی علی المرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا

آئینہ صدق و صفا اور مقتدائے اولیاء
کان ولایت باخدا مشکل کشا شیر خدا

آپ ہی کے واسطے سورج پھرا الٹے قدم
یہ ہے محبت کی جزا مشکل کشا شیر خدا

ہجرت کی شب خوابیدہ تھے بربسترِ خیرُ البشرؐ
اللہ رے رتبہ آپ کا مشکل کشا شیر خدا

فخر جرأت کو ہے جس پر اور طاقت کو ہے ناز
ہیں آپ ہی وہ باخدا مشکل کشا شیر خدا

آپ ہی خیبر شکن ہیں آپ ہی باطل شکن

ہر سمت شہرہ آپ کا مشکل کشا شیر خدا

صدقہ رسول پاک (۱) کا ایسی نگاہ لطف ہو

خلوت بھی ہو جلوت نما مشکل کشا شیر خدا

یہ وقت ہے امداد کا بہر مدد اب آیئے

مشکل میں ہے بیڑا مرا مشکل کشا شیر خدا

بوبکر کے فاروق کے عثمان کے حسنین کے

صدقے ہوں مجھ کو بھی عطا مشکل کشا شیر خدا

مشکلیں حافظ کی اب آسان فرما دیجئے

یا علی ہوں آپ کا مشکل کشا شیر خدا

(۱) صلی اللہ علیہ وسلم
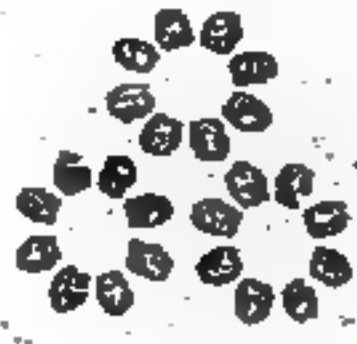
قطعہ بحضور سیدنا حیدر کرار حضرت امیر المومنین مولا علی رضی اللہ عنہ

مصطفیٰ نے عطا جب علم کردیا، جھپٹے کفار پر یوں علی ہر طرف
بابِ خیبر اکھاڑا پلٹ دیں صفیں، دشمنوں میں پڑی کھلبلی ہر طرف

خوف سے خشک تھے دشمنوں کے گلے، توڑے یوں آپ نے دائرے کفر کے
آپ کے نام سے ان کے حلقوں میں ہے آج بھی لرزش و تھرتھری ہر طرف

(اکتوبر ۱۹۹۵ء)

یا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لطف و کرم فرمایئے یاغوثِ اعظم اَلْمَدَد
مشکل میں ہوں اب آیئے یا غوث اعظم المدد

خلوت میں اکثر آپ کا ہی نام ہے وِرْدِ زباں
جلوہ ذرا دکھلایئے یا غوث اعظم المدد

میں ہوں غلامِ مصطفیٰ اور نام لیوا آپ کا
ﷲ مجھے اپنایئے یا غوث اعظم المدد

یہ ماہ و سال و روز و شب آتے ہیں در پہ آپ کے
مجھ کو بھی اب بلوایئے یا غوث اعظم المدد

میں دین کا خادم بنا، خدمت نہ کوئی کرسکا
اب کام کچھ بنوایئے یا غوثِ اعظم المدد

میری بداعمالیوں کا ہو وزن جب حشر میں
میرا بھرم رکھوایئے یا غوث اعظم المدد

خاطی ہوں اپنے فعل میں عاصی ہوں اپنے قول میں
بخشش مری کروایئے یا غوث اعظم المدد

میرا جنازہ اٹھنے سے پہلے ہی میرے کفن پر
اپنی رِدَاء ڈلوایئے یا غوث اعظم المدد

رستے سکوں کے بند ہیں کلفت نے گھیرا ہے ہمیں
رحمت کے در کھلوایئے یا غوث اعظم المدد

اک قدم بغداد میں ہو، دوسرا طیبہ میں ہو
وہ راستہ چلوایئے یا غوث اعظم المدد

دور مَارَہرہ ہوا ہے راستے کھلتے نہیں
مرشد سے بھی ملوایئے یا غوث اعظم المدد

آپ ہی کے نام سے عزت ملی عظمت ملی
اب مغفرت دلوایئے یا غوث اعظم المدد

آپ کا کھاتے رہیں اور آپ کا گاتے رہیں
وہ مے ہمیں پلوایئے یا غوث اعظم المدد

مجھ کو گلوں سے کیا غرض میری طلب ہی اور ہے
دل کی کلی کھلوایئے یا غوث اعظم المدد

جس خوانِ نور سے لقمہ چکھا ہے آپ نے
بقیہ وہی کھلوایئے یا غوث اعظم المدد

"یا غوث اعظم المدد" وردِ زباں حافظ رہے
یہ بھی عطا فرمایئے یا غوث اعظم المدد

(۲۱ر اکتوبر ۱۹۹۵ء)
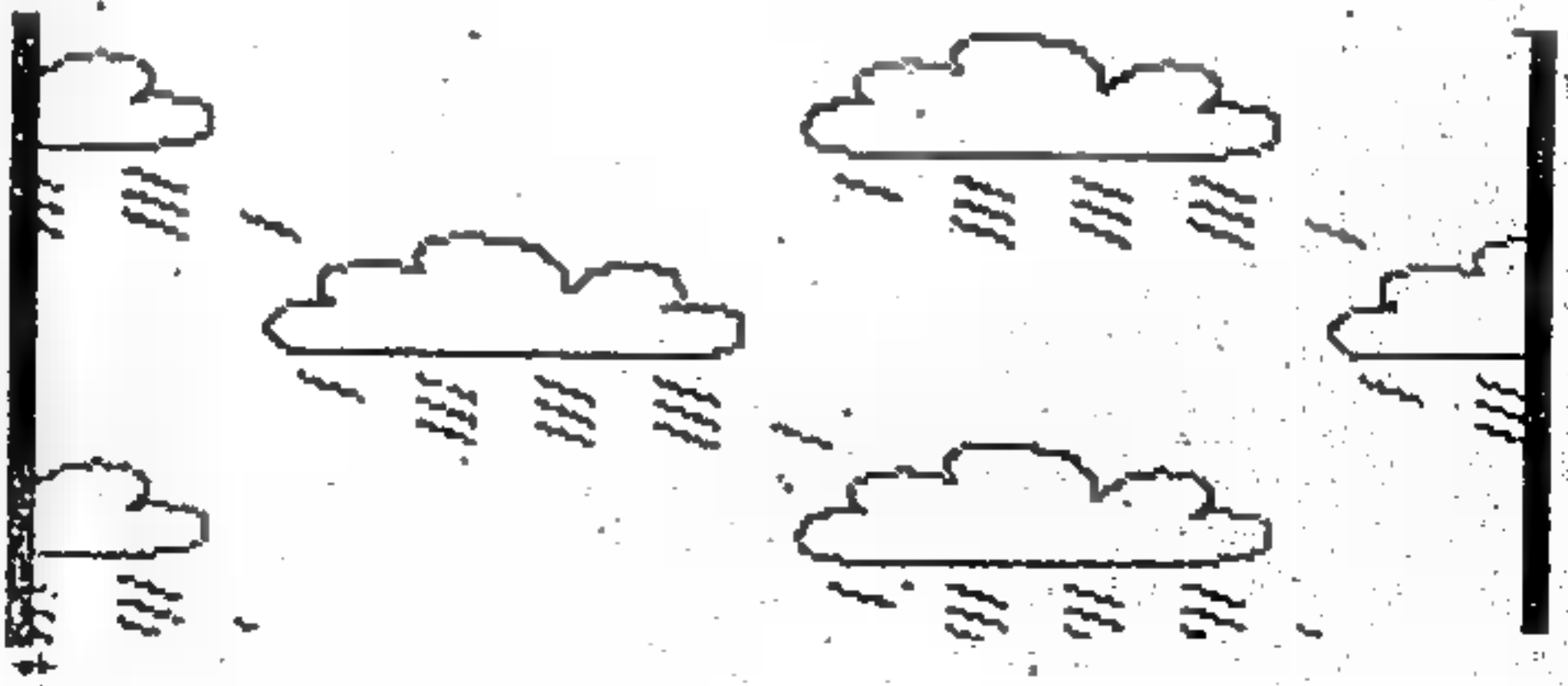
جشن آمد مصطفےٰ ﷺ

میلاد کے صلے میں بہار آرہی ہے آج
الطاف کبریا کی گھٹا چھارہی ہے آج

روشن ہے کائنات سِرَاجِ مُنیر سے
تقدیر اپنے اوج پر اترا رہی ہے آج

پھولے پھلے وہ گلشن مارہرہ خوب خوب
گنبد سے جالیوں سے صدا آرہی ہے آج

اچھے میاں کے فیض سے ہم مستفیض ہیں
قسمت حسن میاں سے صلہ پا رہی ہے آج

برکاتیوں نے مل کے وہ محفل سجائی ہے
حافظ عروس حسن بھی شرما رہی ہے آج
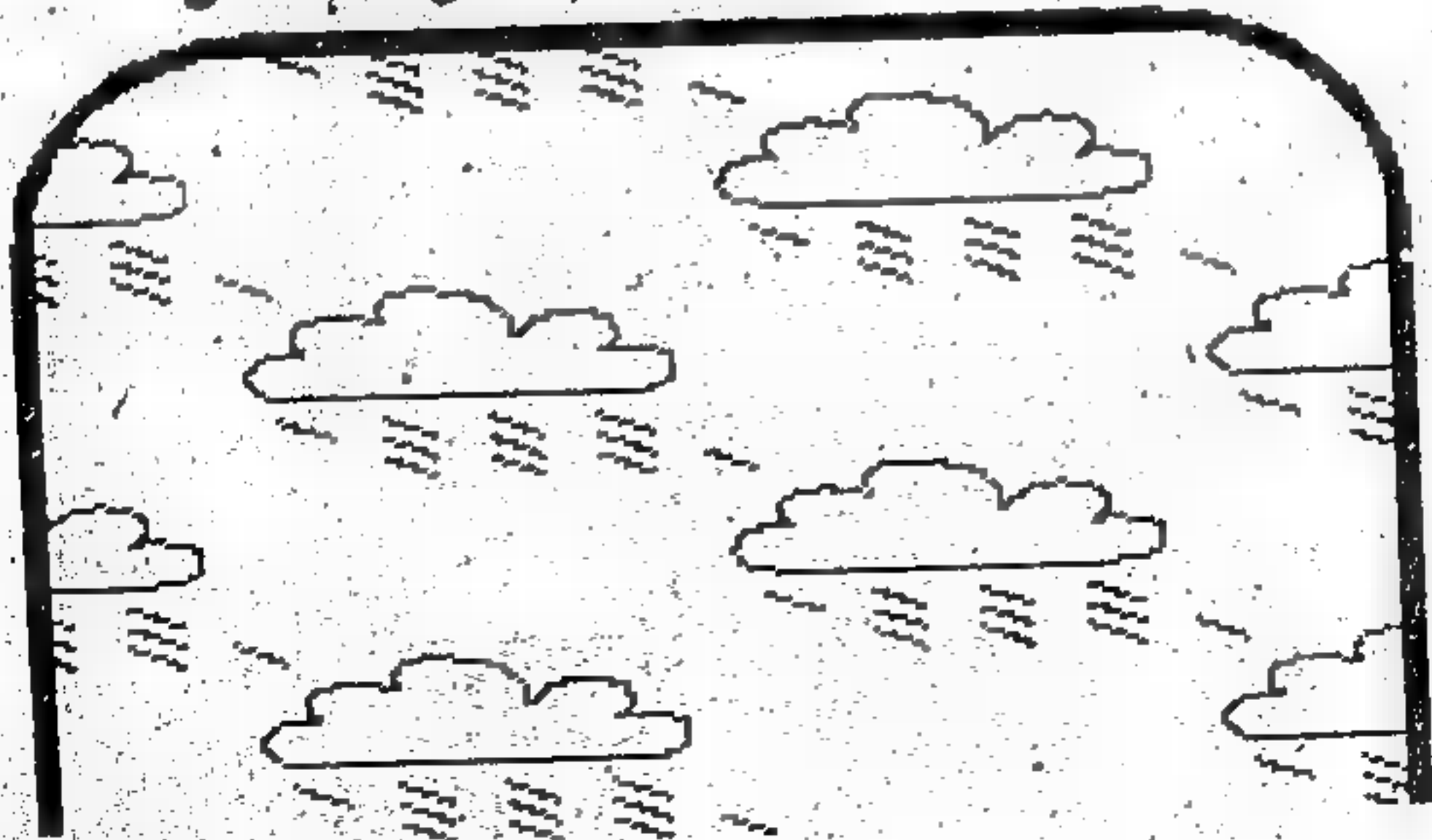
اولیائے مارہرہ مُطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں

صدقے بہاریں تجھ پہ ہیں اے گلبدن مارہروی
رخ پر ترے قربان ہیں سارے چمن مارہروی

یہ شان محبوبی تری اللہ رے عظمت تری
تعظیم کو ہیں سرو قد سرو سمن مارہروی

میں بھی طلب گاروں میں ہوں مجھ پر نگاہ لطف کر
اے جان من مارہروی محبوب من مارہروی

میری متاع جاں ہے یہ اس سے ہیں ساری رونقیں
سرمایہ میری زیست کا تیری لگن مارہروی

سب پھول گلشن کے تیرے مہکے ہیں اس انداز سے
صدقے مہک پر ان کی ہے مشک ختن مارہروی

واللہ اے راہبر میرے جس پر نگاہ لطف کی
سب دور اس کے ہوگئے رنج و محن مارہروی

رس گھولتی ہے گفتگو کان فصاحت میں تیری
تجھ پر عنادل ہیں فدا شیریں سخن مارہروی

اے پیکر صبر و رضا اے حامل عزم جواں
قدموں پہ تیرے سرنگوں کوہِ دَمَن مارہروی

ہیں تجھ سے ہی سہمی ہوئی باطل کی ساری قوتیں
لرزاں ہے ہیبت سے تیری ہر اَہرَمَن مارہروی

ہے ترے رخ سے عیاں جاہ و جلال حیدری
تیرا ہر انداز ہے باطل شکن مارہروی

تیری طرزِ گفتگو میں اور تیرے انداز میں
ہے شکوہِ قادری اور بانکپن مارہروی

علم و حکمت یا شریعت ہو کہ بزم معرفت
ہے بالیقیں تجھ سے سجی ہر انجمن مارہروی

کرتا ہے تجھ سے التجا یہ عجز سے حافظ ترا
ہو اوج پہ ہر دم میرا یہ فکر و فن مارہروی
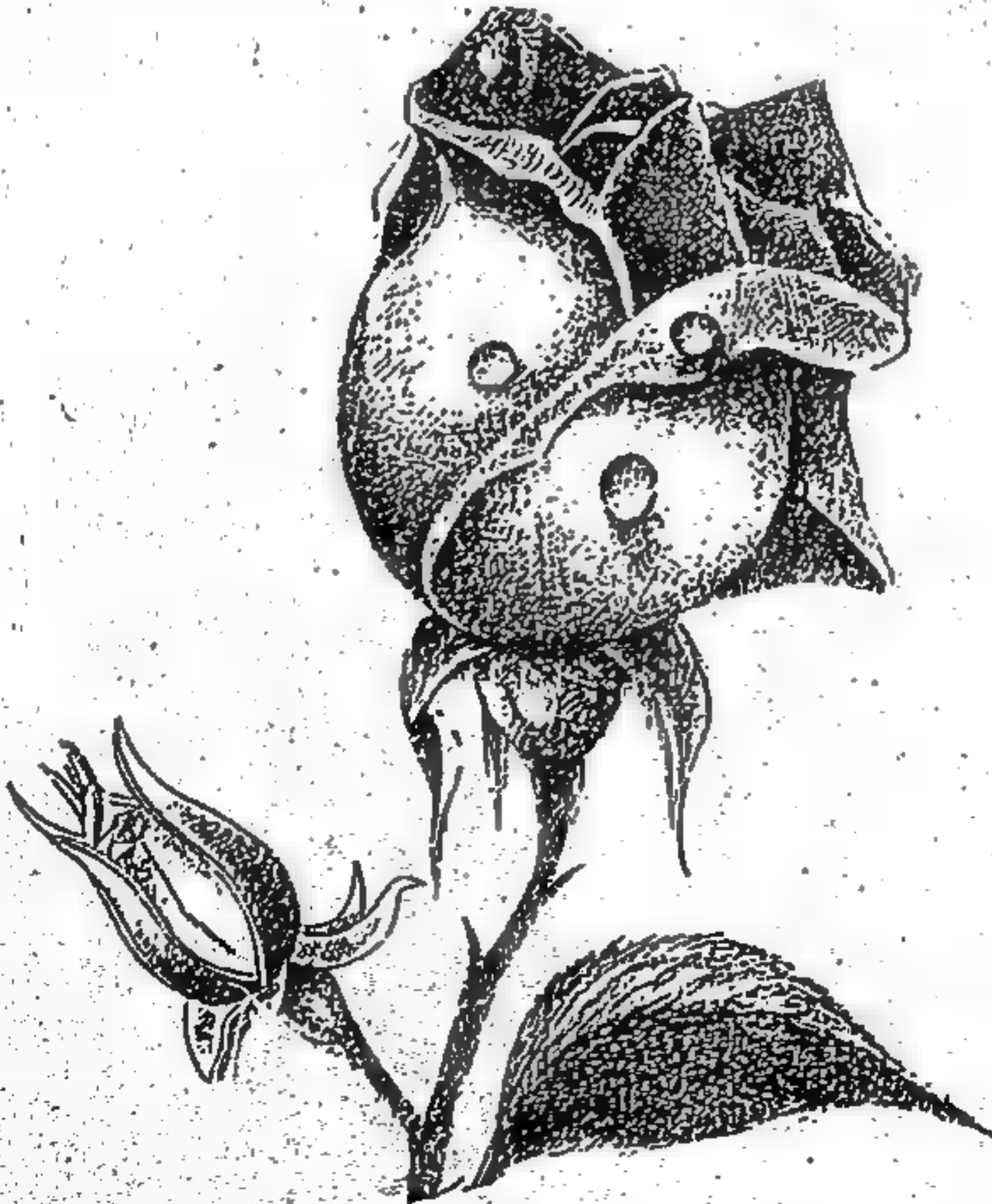
صبحِ رضا شامِ رضا

منقبت امام اہلسنّت، مجدد دین و ملت، مولانا شاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی رضی اللہ عنہ

کتنے ترے انگ ہیں صبحِ رضا شامِ رضا
خوب ترے رنگ ہیں صبحِ رضا شامِ رضا

رب نے جو فرمادیا کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْن
ہم تو ترے سنگ ہیں صبحِ رضا شامِ رضا

تیری دمک نے ہمیں خوب ہی چمکا دیا
دور سب ہی زنگ ہیں صبحِ رضا شامِ رضا

تیری شفق پُر ضیا تیری کرن پُر جمال
بکھرے ترے رنگ ہیں صبحِ رضا شامِ رضا

تیری کتب دیکھ کر تیرا قلم دیکھ کر
آج بھی سب دنگ ہیں صبحِ رضا شامِ رضا

قعرِ مذلت میں ہیں جتنے ہیں دشمن ترے
ان کے برے ڈھنگ ہیں صبحِ رضا شامِ رضا

"ملک خدا تنگ نیست" سب کو یہ معلوم ہے
دشمنوں پہ تنگ ہیں صبحِ رضا شامِ رضا

جتنے ہیں اعداءِ نبی سب کو ترا خوف ہے
ہارے ہوئے جنگ ہیں صبحِ رضا شامِ رضا

گرچہ یہ مشہور ہے "پائے گدا لنگ نیست"
تیرے سوا لنگ ہیں صبحِ رضا شامِ رضا

شمعِ ھُدیٰ آج بھی دنیا کے عالم تمام
سب ترے پتنگ ہیں صبحِ رضا شامِ رضا

حافظِ خوشدلؔ رضا مدح تری کیا کرے
قافیے جو تنگ ہیں صبحِ رضا شامِ رضا

مرحبا مرحبا

ذکرِ شاہِ ہدیٰ کیجئے
مرحبا مصطفےٰ کیجئے

شہ کی آمد یقینی ہوئی
وردِ صلِ علیٰ کیجئے

یانبی واسطہ پیر کا
میرے دل میں رہا کیجئے

عاشقوں کے جو دولہا بنے
ذکر عشقِ رضا کیجئے

آج ہے عرس حضرت حسن
مرحبا مرحبا کیجئے

اک نگاہ مجھ پہ سید امین
بس دعا اور دعا کیجئے

یہ ہے حافظ حسن آپ کا
میرے مرشد بھلا کیجئے

منقبت بہ حضور احسن العلماء علامہ سید مصطفٰے حیدر حسن میاں شاہ صاحب قادری برکاتی نور اللہ مرقدہ

صبر و رضا و صدق کے پیکر حسن میاں
نوری میاں کے نور کا مظہر حسن میاں

ایسا کرم ہے آپ کا سب پر حسن میاں
ہے پرسکون ہر دلِ مضطر حسن میاں

وہ جس میں آب اسوۂ خیر البشر کی ہے
اک ایسا آئینہ ہیں سراسر حسن میاں

نور نگاہ زہرا ہیں، لختِ دل علی
قالِ علی و آلِ پیمبر، حسن میاں

اولادِ بابِ علم ہیں اور آلِ شہرِ علم
ہیں علم و آگہی کا سمندر حسن میاں

ان کی مہک سے سارا چمن عطر بیز ہے
ہیں باغِ قادری کے گلِ تر حسن میاں

ہیں چرخِ معرفت کے وہ رخشندہ آفتاب
شاہ جی میاں کا ناز ہیں حیدر حسن میاں

واللہ فخرِ و ناز محمد میاں ہیں وہ
ہیں آلِ مصطفٰی کے جو دلبر حسن میاں

مارہرہ و بریلی کا ہر ایک ماہتاب
ہے آپ کی ضیاء سے منور حسن میاں

بس اک نگاہ لطف سے مٹتی ہے تشنگی
ہیں تشنگان شوق کے محور حسن میاں

جس نے ہمیں کیا غم دوراں سے بے نیاز
ہو وہ نگاہ لطف مکرر حسن میاں
منزل کی مشکلات کا کیوں مجھ کو خوف ہو
ہر گام پر ہیں جب مرے راہبر حسن میاں
دنیا کی ہر بلا سے وہ مامون ہوگیا
جو آگیا ہے آپ کے در پر حسن میاں
وہ گردش زمانہ سے گھبرائے کس لئے
حامی ہوں جس کے مصطفیٰ حیدر حسن میاں
مفتی خلیل آپ کے جلووں کا آئینہ
اور آپ ان کے علم کا مظہر حسن میاں
اس خار زار ہستی میں ہر اک مقام پر
ہیں گل بداماں آپ کے چاکر حسن میاں
نظمی میاں کے حُسن میں حُسنِ حَسَن کے ساتھ
شامل ہے حسن و شان برادر حسن میاں
بے شک امین و اشرف و افضل نجیب ہیں
ہیں یہ جو آپ کے مہ و اختر حسن میاں
میں نے جہاں بھی جب بھی پکارا آپ کو
کی دست گیری ہے وہیں آکر حسن میاں
بخشا ہے آپ نے جو امین و نجیب کو
مجھ کو بھی ہو عطا وہی ساغر حسن میاں
حافظ مزا تو جب ہے کہ یوں ہو بسر حیات
دل میں حسن میاں ہوں تو لب پر حسن میاں

(۲۰ر اکتوبر ۱۹۹۵ء)

آرزوئے دل (۱)

مجھ کو بھی اپنے در پہ بلالو حسن میاں
ارماں یہ مرے دل کا نکالو حسن میاں

دامن میں مجھ کو اپنے چھپالو حسن میاں
سینے سے اپنے مجھ کو لگالو حسن میاں

محرومیوں کی دھوپ نے جھلسادیا مجھے
مجھ کو تمازتوں سے بچالو حسن میاں

اس با شکستگی نے تو مجبور کردیا
گرتا ہوں اب میں مجھ کو سنبھالو حسن میاں

کی ہیں کھڑی ہنود نے رہ میں رکاوٹیں
قدغن ہر ایک راہ سے اٹھالو حسن میاں

نوری میاں کے نور کا صدقہ کرو عطا
رستے یہ ظلمتوں کے اجالو حسن میاں

روضے پہ آپ کے میں تصور میں آگیا
حرماں نصیبیوں سے بچالو حسن میاں

جو نکہت مدینہ ہے مارہرہ میں اسے
جی چاہتا ہے دل میں بسالو حسن میاں

آؤں نظر میں، آپ کے جلووں کا آئینہ
ایسی نگاہ مجھ پہ بھی ڈالو حسن میاں

جو خوش نصیب نور نگاہ حضور ہیں
ان میں مجھے بھی آپ ملالو حسن میاں
حافظ ملول کیوں ہے بلائیں گے وہ ضرور
کہہ صبح و شام "مجھ کو بلالو حسن میاں"

(ا) جب عرس چہلم میں شرکت کیلئے ویزا نہ ملا تو یہ چند اشعار ہوئے۔

(۲۵ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ ☆ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۹۵ء)
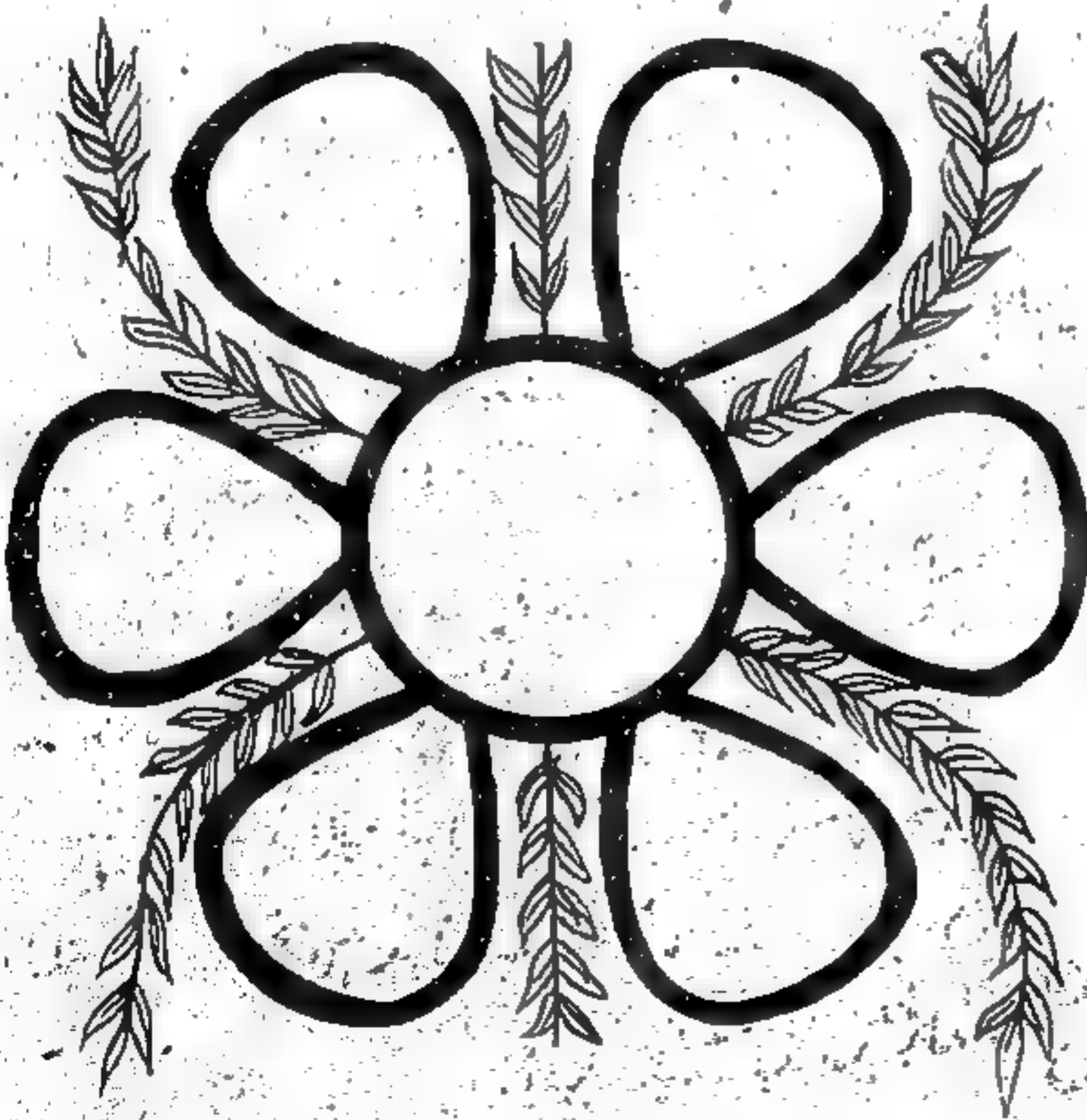
منقبت در شان حسنؔ بر موقع عرس مبارک
حسن مارہرہ مطہرہ، تاج العرفاء، نقیب الاصفیاء، احسن العلماء،
حضور سیدی و سندی مولانا مفتی سید مصطفیٰ حیدر حسن
قادری برکاتی ابو القاسمی نور اللہ مرقدہ
زیب سجادہ، خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ (ایٹہ)

آپ سے تازہ ہے ہر دل کا چمن
اے حسن میرے حسن پیارے حسن
آپ سے ہے زندگی کا بانکپن
اے حسن میرے حسن پیارے حسن

آپ کی ہر ہر ادا باطل شکن
اے حسن میرے حسن پیارے حسن
لرزاں ہے ہیبت سے کاخ اہرمن
اے حسن میرے حسن پیارے حسن

ہے منور بزم عرفاں آپ سے
ہے درخشاں مہر ایماں آپ سے
آپ آلِ مرتضیٰ ہیں آپ جان انجمن
اے حسن میرے حسن پیارے حسن

آپ کے در کی گدائی کیا ملی
دولت دنیا و دیں گویا ملی
دور سارے ہوگئے رنج و محن
اے حسن میرے حسن پیارے حسن

آپ ایسی راہ پر لے کے چلے
جس سے دیں کے دشمنوں کے دل جلے
آپ نے بخشی ہمیں سچی لگن
اے حسن میرے حسن پیارے حسن

آپ بے شک علم کی روشن دلیل
آپ جانِ مصطفیٰ نازِ خلیل
آپ شانِ گلستان پنجتن
اے حسن میرے حسن پیارے حسن

معرفت کی آپ اک تفسیر ہیں
اور شریعت کی کھلی تحریر ہیں
اتباعِ مصطفےٰ ہے پیرہن
اے حسن میرے حسن پیارے حسن

آپ کی نسبت سے ہم مشہور ہیں
دل نبی کے عشق سے معمور ہیں
آپ پر قرباں ہمارے جان و تن
اے حسن میرے حسن پیارے حسن

آپ نے ہم کو امیں ایسا دیا
جس پہ ہے ہر افضل و اشرف فدا
ہے وہ ناز و افتخار انجمن
اے حسن میرے حسن پیارے حسن

ہو بہو دو آپ کی تصویر ہیں
اول آخر ، آپ کی تنویر ہیں
بالیقیں ہیں نازش سرو و سمن
اے حسن میرے حسن پیارے حسن

گل کھلے ہیں دل کے ہے منظر عجیب
آئے ہیں شاید کہ شہزادے نجیب
آپ سے لیکر کوئی لعل یمن
اے حسن میرے حسن پیارے حسن

ہر گھڑی محمود اب محمود ہے
وہ ملے گا سب کا جو مقصود ہے
ہر زباں پر آج ہے یہ ہی سخن
اے حسن میرے حسن پیارے حسن

(فقیر کی عرض کردہ منقبت جو عزیز دوست حاجی محمود احمد محمود برکاتی نے ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ کو کراچی میں عرس پر پیش کی)

میرے حسن رضی اللہ عنہ

کون نازِ اولیاء میرے حسن میرے حسن
کون تاجِ اصفیاء میرے حسن میرے حسن

یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ ہر پہر
تھا وظیفہ آپ کا میرے حسن میرے حسن

آپ مصداقِ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ ہیں
تیغِ عشقِ مصطفیٰ میرے حسن میرے حسن

رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کی ہو بہو تنویر ہیں
مجموعۂ حلم و صفا میرے حسن میرے حسن

آپ منظورِ نظر بیشک ہیں پنجتن پاک کے
نوری گھرانہ آپ کا میرے حسن میرے حسن

خوش لباس و خوش مزاج و خوش بیان و خوش گلو
خوش نوا و خوش ادا میرے حسن میرے حسن

ہے جو فخر بوالحسین احمدؔ نوری میاں
آپ ہیں وہ رہنما میرے حسن میرے حسن

قصر باطل میں جنہوں نے زلزلے پیدا کئے
آئینۂ احمد رضا میرے حسن میرے حسن

شان اولادِ رسول و حضرت شاہ جی میاں
آپ آلِ مجتبیٰ میرے حسن میرے حسن

مفتیٔ اعظم کو الفت جن سے ہر لمحہ رہی
ہیں وہی ماہ لِقا میرے حسن میرے حسن

حُسنِ مارہرہ میں حافظ جن کے دم سے ہے نکھار
وہ بہارِ بے بہا میرے حسن میرے حسن
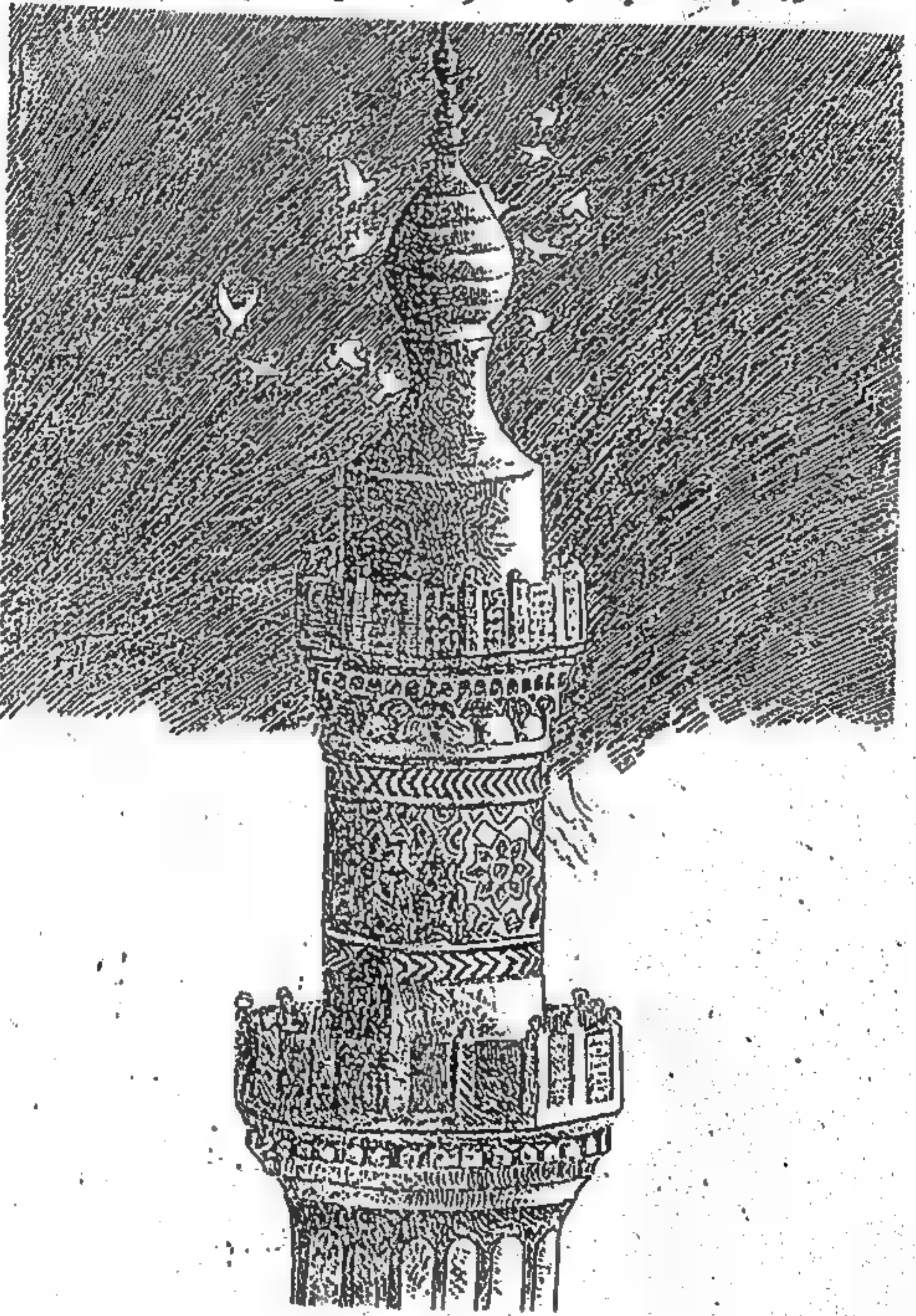
منقبت در شان حضرت خلیل ملت
مفتی محمد خلیل خاں مارھروی برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان

جن کو ہے تم سے نسبت حضرت خلیل ملت
قسمت ہے ان کی راحت حضرت خلیل ملت

خورشید اہلسنّت، حضرت خلیل ملت
ہرجا حریف ظلمت، حضرت خلیل ملت

مہر درخشاں بیشک، ہیں چرخ معرفت کے
ہیں منبع ولایت، حضرت خلیل ملت

وہ راہ معرفت ہو یا ہو رَہ شریعت
کی آپ نے امامت، حضرت خلیل ملت

مہکے جو سندھ میں ہیں، رضوی گلاب ان میں
ہے آپ سے طراوت، حضرت خلیل ملت

روشن ہیں دیں کی شمعیں، چلتن کی وادیوں میں
کیا خوب ہے کرامت حضرت خلیل ملت

علماء کی انجمن میں، ہر محفل سخن میں
ہے آپ کی سیادت حضرت خلیل ملت

منزل سے دور جو تھے منزل وہ پاگئے ہیں
کیا خوب کی قیادت حضرت خلیل ملت

مشکل تھے جو مسائل لمحوں میں حل کئے ہیں
اللہ رے وہ ذکاوت حضرت خلیل ملت

ہیں جو تلامذہ سے، آنکھیں جہاں کی خیرہ
ہے آپ کی نضارت حضرت خلیل ملت

ظاہر کیا نہاں کو خوشبو کو گل میں دیکھا
اللہ رے بصارت حضرت خلیل ملت

بیٹھا ہوا ہے سکہ ان کے قلم کا ہر جا
دریائے علم و حکمت حضرت خلیل ملت

خوش حال و کامراں ہے، راہ طلب میں جسکو
ہے آپ سے ارادت حضرت خلیل ملت

تصویر یاس و غم ہیں محراب اور منبر
اے نازش خطابت حضرت خلیل ملت

حسن ازل کے جلوے پھر بے حجاب دیکھوں
پھر آئے ایسی ساعت حضرت خلیل ملت

حافظ سخن کے موتی جو یوں لٹا رہا ہے
ہے آپ کی عنایت حضرت خلیل ملت
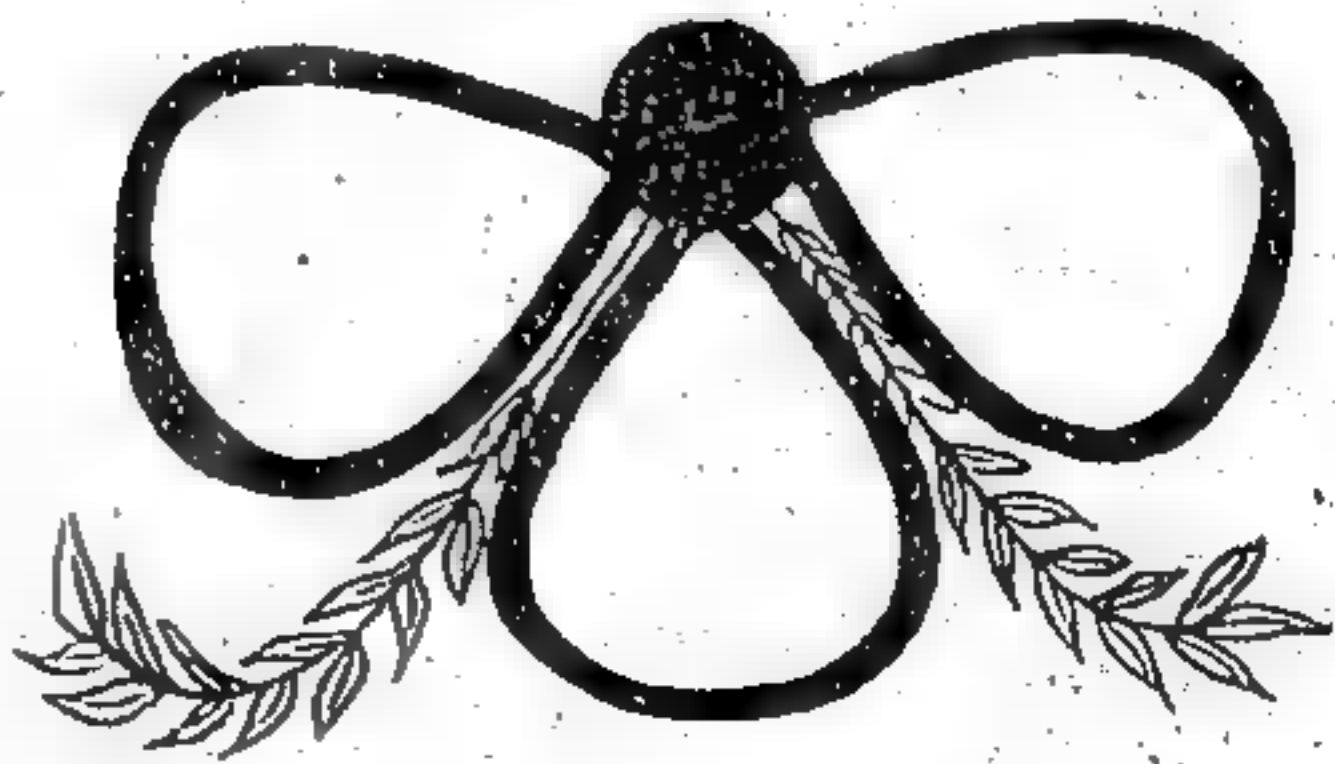
تاریخ وصال حضرت خلیل العلماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علم و عمل کی دنیا حافظ اجڑ گئی ہے
فرما گئے جو رحلت مفتی خلیل صاحب
تاریخ وصل ان کی ہاتف نے یوں بتائی
ہاں لکھ مکینِ جنت مفتی خلیل صاحب
۱۹۸۵ء
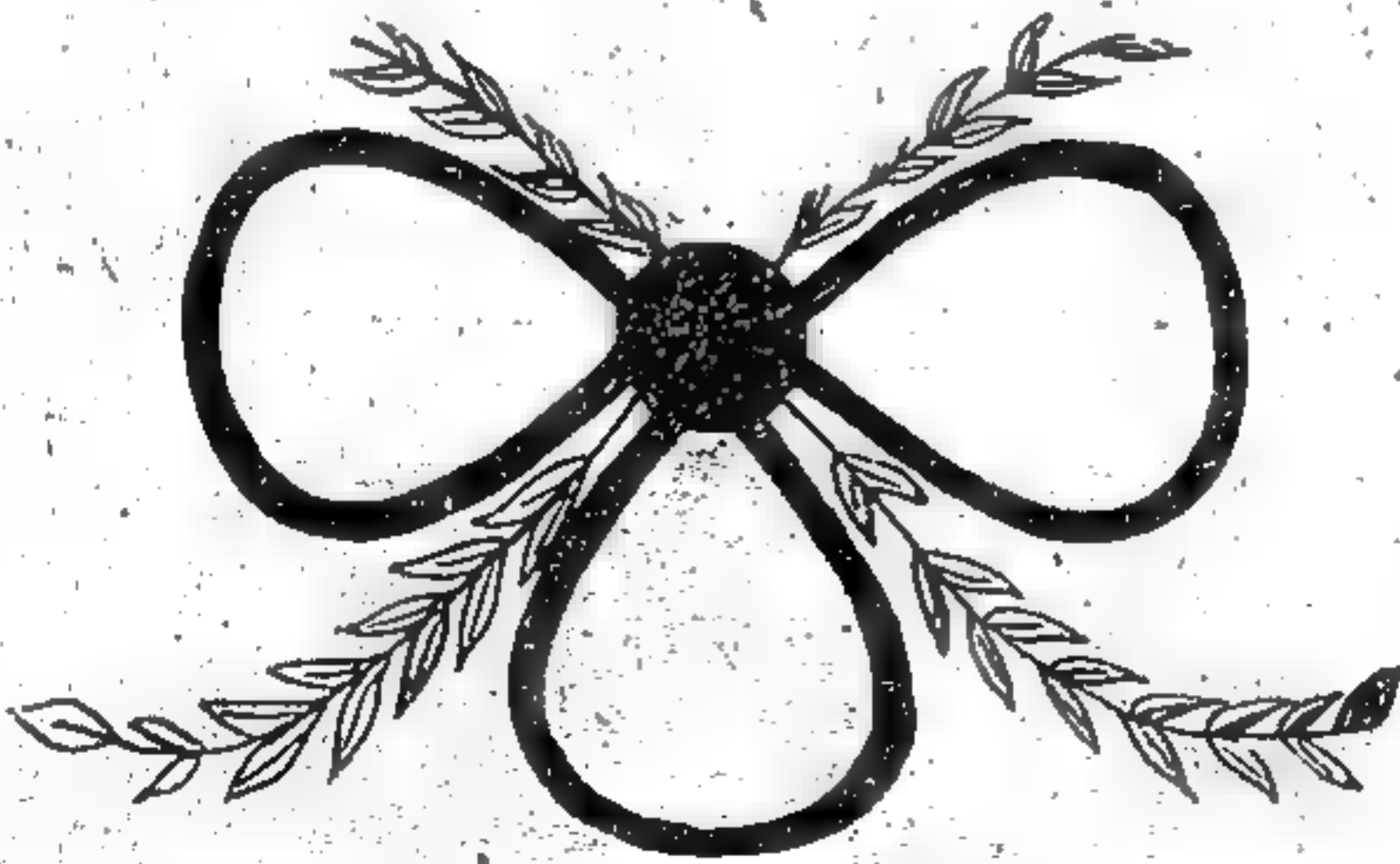
قصیدہ در شان حضرت امین البرکات
ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ

برموقع عرس سید حسن میاں علیہ الرحمہ کراچی ۱۹۹۷ء ☆ ۱۴۱۷ھ

برکاتیوں کے دولہا سید امین ہیں
جن کے سجا ہے سہرا سید امین ہیں

ملتی ہے بھیک جن سے شاہ جی میاں کے در کی
وہ جانشین والا سید امین ہیں

جن کی نوید سب کو سید میاں نے دی تھی
اس گل کا اک نظارا سید امین ہیں

ٹکرائیگا جو ان سے وہ پاش پاش ہوگا
کوہ بلند و بالا سید امین ہیں

جاری ہے فیض جن سے حضرت حسن میاں کا
وہ چشمۂ اجالا سید امین ہیں

مفتی شریف ہوں یا مفتی خلیل حافظ
ان کی نظر کا تارا سید امین ہیں

قطعہ

نذر بحضور آفتاب سندھ منبع ولایت مرکز سخاوت سخی سرکار سیدنا عبدالوہاب شاہ جیلانی قادری رضی اللہ عنہ

جیدر آباد (سندھ)

ہیں یہ امین دین رسالت پناہ کے
اقلیم معرفت کے یہی تاجدار ہیں
حافظ یہ جن کے فیض سے روشن ہے میرا دل
شیخ علی ہیں آل شہ ذی وقار ہیں

مذکورہ قطعہ، درگاہ سخی سیدنا عبدالوہاب شاہ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی تعمیر نو کے وقت، کہا گیا، اور یہ شرف عطا ہوا کہ حضرت کے دربار میں، مرقد منور کی زینت بنا۔ یہ قطعہ "برکات محل" میں شامل ہونے سے رہ گیا تھا، حتی کہ حصہ منقبت کی تمام کاپیاں تیار ہو گئیں، لیکن یہ آخری صفحہ خالی تھا۔ حضرت کی کرامت سے اچانک القاء ہوا کہ یہ قطعہ دیوان میں شامل نہیں ہو سکا ہے۔ فوری طور پر اسے دربار شریف سے نقل کروایا اور اس آخری صفحہ پر لگایا۔ مگر دل میں اس بے ترتیبی پر بے چینی رہی تو حضرت نے دوسرا القاء فرمایا کہ "برکات محل" کا پہلا صفحہ، ہمارے نام سے شروع کیا ہے، تو ختم بھی ہمارے نام پر کرو، اس خیال سے دل مطمئن ہوا۔

اس طرح حصہ حمد، نعت، منقبت، حضرت کے ذکر پر پورا ہوا۔ اور اس سے یہ نیک فال لی کہ انشاء اللہ مقبول ہے۔

فقیر قادری برکاتی غفرلہ مولف "برکات محل"

وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ (القرآن)

حصّہ نظم

حال و خال

سفید رخ پہ جو ان کے سیاہ خال بھی تھا
نہ صرف یہ کہ وہ نایاب، بے مثال بھی تھا

خزاں کے بعد بہار آئی تو ہوا معلوم
فراق تلخ سہی، موجب وصال بھی تھا

یہ بے خودی تھی کہ فرزانگی خدا جانے ؟
زباں پہ نام تو دل میں ترا خیال بھی تھا

جو آئے میرے جنازے پہ سرخ جوڑے میں
گلے میں ان کے پڑا ریشمی رومال بھی تھا

وہ اب کہیں گے کہ ہم "جا رہے ہیں" اے حافظ
جب آئے گھر میں ہمارے تو یہ ملال بھی تھا

(نومبر ۱۹۸۱ء)
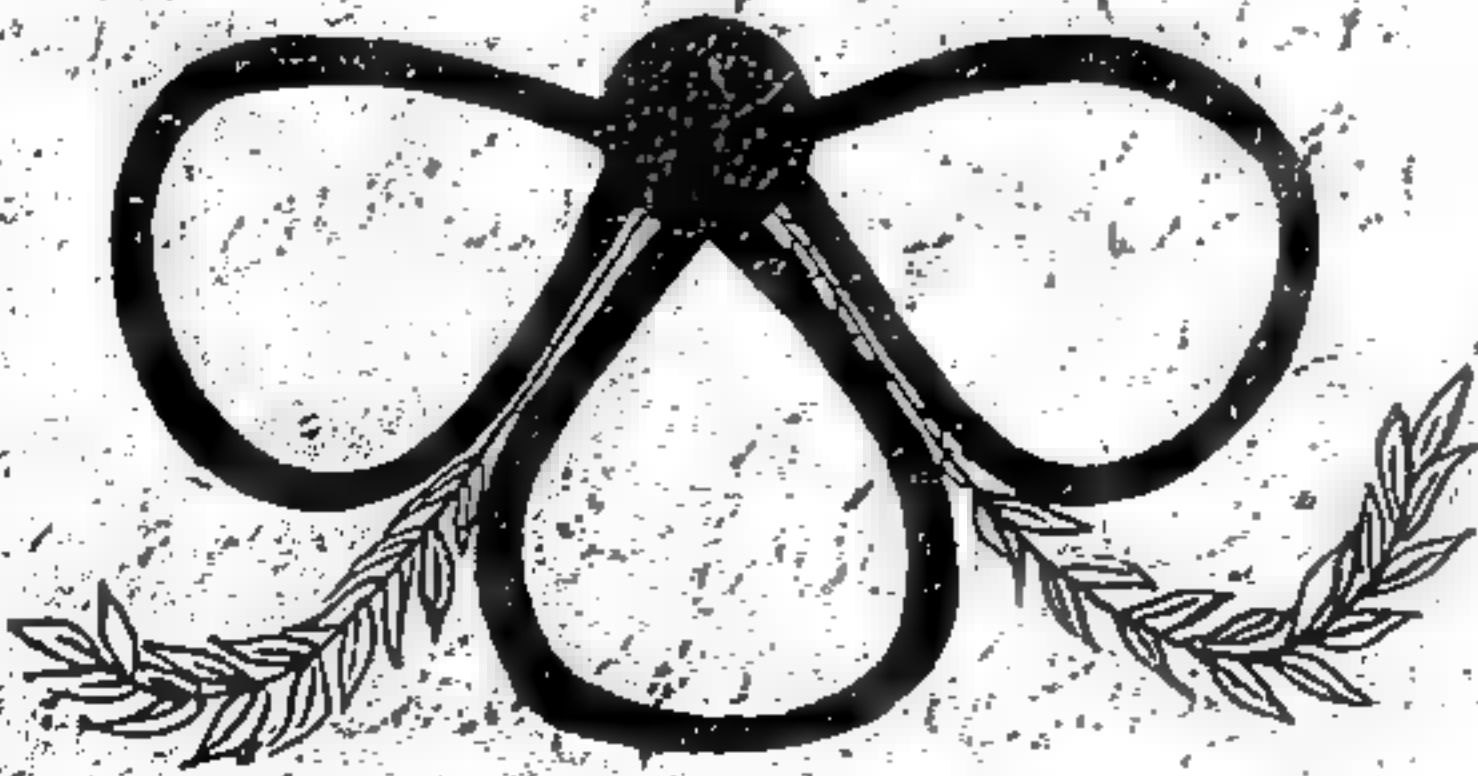
دارالعلوم امجدیہ کراچی سے رخصت ہوتے وقت،
الوداعی نظم

آج یوں اس درسگاہ کو چھوڑ کر جاتے ہیں ہم
دل میں ہے اک ہوک سی اٹھی ہوئی اور آنکھ نم

یاد ہم کو مدرسہ ہے اس کا ماضی یاد ہے
اس کے ذرے ذرے میں علمی جہان آباد ہے

ہیں یہیں شیخ ازہری حضرت وقار الدین بھی
آپ ہی کی کاوشوں سے علم کی دولت ملی

محترم، مشفق، مکرم، بندۂ مرغوب سی
پھر کہاں ہستی ملے مفتی ظفر محبوب سی

وہ جو حق کہتے رہے، جن کو حسن کہتے ہیں سب
گر نہ ہوتیں پرسشیں ان کی تو کچھ نہ بنتے اب

جہد کے ہر راستے کو ہم نے جانا ہے یہاں
دین و دنیا کا ہر اک دستور سیکھا ہے یہاں

اس نے دی ہے جو محبت آج بھی وہ یاد ہے
آج اسی کے فیض سے اپنا جہاں آباد ہے

اک تبسم میں چھپا کر اپنے سارے رنج و غم
جانے کس دل سے اسے اب الوداع کہتے ہیں ہم

اب نہ وہ استاد ہوں گے اور نہ وہ ہمدردیاں
اب نہ وہ ساتھی رہیں گے اور نہ وہ خوش فعلیاں

خواب سی ہوجائیں گی وہ دوستوں کی محفلیں
اب کہاں ہم پائیں گے استاد کی وہ شفقتیں"

یاد جس دم ان حسین لمحات کی تڑپائے گی
ہم کو "امجدیہ" کی ہائے یاد بے حد آئے گی

آہ حافظ! جب کبھی آتا ہے فرقت کا خیال
دفعتاً آنکھیں بہا دیتی ہیں اشک پر ملال

(۲۵ر صفر ۱۳۹۵ھ، دستار بندی کے موقع پر پڑھی)
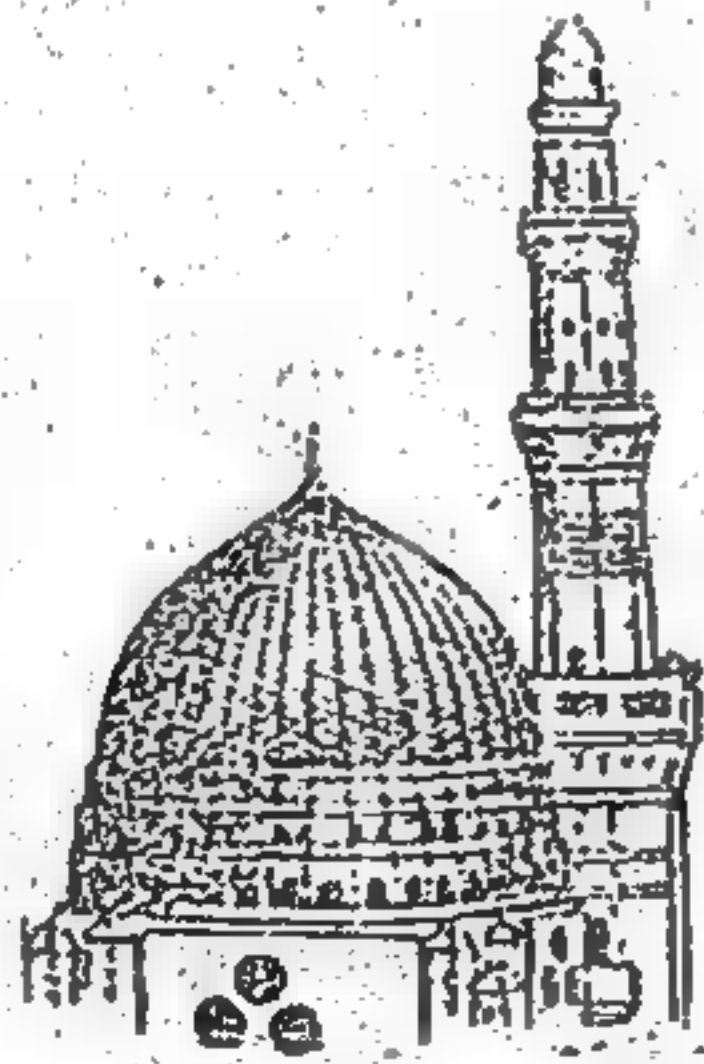
ہائے جلالہ

درج ذیل نظم دارالعلوم امجدیہ کراچی میں ۱۹۷۱ء' میں دوران تعلیم کہی جب' بزم امجدی رضوی کے صدر محترم جناب ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری (کراچی یونیورسٹی) تھے۔ جو بعد میں حصول تعلیم کی مزید تزئین کیلئے بغداد شریف چلے گئے تھے۔ مدرسہ کے ایک استاد حضرت مولانا ابو الفتح محمد نصر اللہ خاں افغانی صاحب' موصوف کو جلالہ کہہ کر پکارتے تھے۔ اس نظم میں' ان کے دور صدارت کی عکاسی کی گئی ہے۔

جلال الدین نے جب سے جلالہ کا لقب پایا
بوجہ ایں انہیں غصے میں ہم نے روز و شب پایا

مگر کس بات پر غصہ ؟ ہے اپنے نام کے جز پر
فقط تاثیر اسی ہے کہ تم نے یہ غضب پایا

اسے "پکڑو اسے مارو" (۱) ! عجب طوفاں برپا ہے
بنے ہیں یہ صدر جب سے یہی شور و شغب پایا

رسائل اور اخبارات (۲) آتے ہیں بلا ناغہ
کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ ڈھونڈا ہم نے تب پایا
مگر اک آس رہتی تھی کہ شاید اب یہ مل جائے
اور اب اس آس کو بھی سب نے ہی تو جاں بلب پایا

ارے یارو ذرا ٹھہرو تو کیوں نشتر چبھوتے ہو ؟
ملا ہو ان کو کچھ حصہ یہ تم نے حال کب پایا
زباں تیری ہے شیریں اور سخن تیرا کسیلا ہے
سخن گوئی کا حافظ تو نے یہ کیسا ہے ڈھب پایا

(۱) مولانا بھاشانی کی سیاسی تحریک "پکڑو مارو" کی جانب اشارہ ہے۔

(۲) دارالمطالعہ میں آنے والے اخبارات۔

(۱۹۷۱ء)

حیات

سلام "اہل جنوں" خضر کاروان حیات
تم اوج دار پہ لہرا گئے نشان حیات

ہر ایک حرف ہے تصویر خونچکان حیات
کہاں سے کیجئے آغاز داستان حیات

اسی کی راکھ سے کھلتے ہوئے چمن دیکھے
شرر بدوش رہا ہے جو گلستان حیات

ہیں ایک وہ کہ جو زندہ ہیں جان دے کر بھی
اور ایک ہم کہ ہیں جی کر بھی کشتگان حیات

ہوں جیسے جسم کی قبروں میں روح کے لاشے
وہ بے حسی کا سراپا ہیں واعیان حیات

چھپے گا حال نہ صیاد ہم اسیروں کا
زباں کٹی ہے تو چہرے ہیں ترجمان حیات

تمام شب ہوئی تارے بھی سو گئے حافظ
مگر نہ ختم ہوئی اپنی داستان حیات

(جنوری ۱۹۷۱ء)

عزم محکم

حمد اور نعت کے گیت گائیں گے ہم
ملک کو باغ جنت بنائیں گے ہم

سوشلسٹوں کو مومن بنائیں گے ہم
راہ اسلام ان کو دکھائیں گے ہم

جب بنایا ہے ہم نے ہی دارالسلام
سب کو نہج السلامۃ دکھائیں گے ہم

دھوکہ دیتی ہے سب کو جو مودودیت
بڑھ کے آئینہ اس کو دکھائیں گے ہم

اب چمک جو رہی ہے یہ پی پی پی
اس کا پیپل ہی جڑ سے اڑائیں گے ہم

اس کی تعمیر میں ہے ہمارا لہو
سوشلسٹو یہاں سے نہ جائیں گے ہم

ہم بہادر ہیں مومن ہیں غازی بھی ہیں
اپنے دشمن کی ہستی مٹائیں گے ہم

بھاگی جاتی ہیں باطل کی تاریکیاں
جاءَ الحق کے دیئے جگمگائیں گے ہم

اپنے پرچم کو رکھیں گے ہم سربلند

نام لینن یہاں سے مٹائیں گے ہم

جیت اپنی یقیناً ہے اے سینو!
باطل ہارے گا خوشیاں منائیں گے ہم

ہے قسم ہم کو ناموس اسلام کی
پھر شریعت کا قانون لائیں گے ہم

جو بھی اپنے وطن کا ہے دشمن اسے
موت کی نیند حافظ سلائیں گے ہم

(جون ۱۹۷۰ء)

آہ! میرا وطن

میں دنٔے کے لہو رنگ چمن دیکھ رہا ہوں
اجڑا ہوا گلزار وطن دیکھ رہا ہوں

کل تک جو مرے پاک وطن کے تھے فدائی
بگڑا ہوا اب ان کا چلن دیکھ رہا ہوں

محبوب جو رکھتے تھے کبھی ملک کی عزت
اب ختم ہوئی ان کی لگن دیکھ رہا ہوں

اب ہاتھ میں ہر ایک کے شمشیر قلم ہے
خون ادب و شعر سخن دیکھ رہا ہوں

یہ مرگ مسلسل ہے کہ ہے زیست سراپا
اک معرکۂ روح و بدن دیکھ رہا ہوں

ہر گام پہ اک رقص اجل شام و سحر ہے
ہر موڑ پہ میں دار و رسن دیکھ رہا ہوں

اس رات سے حافظؔ مجھے امید سحر ہے
میں گھور اندھیرے میں کرن دیکھ رہا ہوں

(۳۰ر جولائی ۱۹۷۶ء)

سنی کے دل کی آواز

ہم اہل سنن نے اک آواز اٹھائی ہے
لبیک کہا جس نے اس کی ہی بڑائی ہے

پھر گنبد خضرٰی کی صورت نظر آئی ہے
معنی یہ ہوئے دل کی امید بر آئی ہے

پرچم یہ ہمارا ہے لاریب نبی والا
چابی ان ہی ہاتھوں میں اس واسطے آئی ہے

توحید کا کلمہ ہے اور چاند ہے جھنڈے میں
پھر گنبد خضرٰی سے رفعت نظر آئی ہے

توحید کے پرچم کے اوصاف بیاں کیا ہوں
اس سے تو کروڑوں کی امید بر آئی ہے

اس پاک وطن میں ہو قانون خدا نافذ
یہ بات مسلماں کے پھر دل میں سمائی ہے

اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لیجے
قرآن یہ کہتا ہے صرف اس میں بھلائی ہے

مومن رہِ ایماں میں جان اپنی فدا کردے
ایمان نے پھر تجھ کو آواز لگائی ہے

باطل کو مٹانا ہے، اب فیصلہ کرلیجے
اک سمت ہے بے دینی اک سمت خدائی ہے

اک ڈھونگ رچاتے ہیں اسلامی تساوی کا
باتوں میں بڑائی ہے فعلوں میں بُرائی ہے

کیوں روز بدلتے ہیں نعرہ یہ جماعت کا
شاید انہیں اب اپنی شامت نظر آئی ہے

سرتابیٔ خالق میں لَاطَاعَتَہَ لِلمخلُوقِ
فرمانِ نبی یہ ہے اور حکم خدائی ہے

نفرت کو جو بدلا ہے ہم نے ہی محبت سے
اک آگ بجھائی ہے اک آگ لگائی ہے

کرسی کیلیے سُنّی ایماں سے نہیں پھرتا
غیروں سے نہیں ہم نے لَو حق سے لگائی ہے

میں جان اگر دیدوں حافظ رہ مولا میں
دنیا میں بھلائی ہے عقبٰی میں بھلائی ہے

(ماہنامہ فیض رضا۔ لائل پور (فیصل آباد) اکتوبر ۱۹۷۰ء)

انتہائے محبت

زندگی جب جنوں میں ڈھلتی ہے
میرے ہی مشوروں پر چلتی ہے

تلخ کا مان غم کی محفل میں
سُم کے بدلے شراب چلتی ہے

شمعِ تابانِ بزمِ حسن و جمال
دل جلوں کے لہو سے جلتی ہے

منزلِ دار پر جنوں پہنچا
عقل حسرت سے ہاتھ ملتی ہے

دونوں عالم کے دل دھڑکتے ہیں
جب نظر زاویہ بدلتی ہے

زندگی برق و رعد ہی تو نہیں
برف کی طرح بھی پگھلتی ہے

کھیل سمجھو نہ تم اسے حافظ
شاعری خونِ دل سے پلتی ہے

(ہفت روزہ اخبار جہاں کراچی نومبر ۱۹۷۶ء)

گھونگھٹ کے تار سہرے کے پھول

بہ تقریب عروسی حافظ محمد رمضان خاں برکاتی زید حبہ

۱۷ر رجب المرجب ۱۴۰۱ھ ☆ ۲۲ر مئی ۱۹۸۱ء

شمیم خلد برکت ہے اُدھر گھونگھٹ اِدھر سہرا
پیغام نور و نکہت ہے اُدھر گھونگھٹ اِدھر سہرا

نشانِ اوجِ قسمت ہے ادھر گھونگھٹ ادھر سہرا
بلندی کی علامت ہے ادھر گھونگھٹ ادھر سہرا

سکوں پرور بشارت ہے ادھر گھونگھٹ ادھر سہرا
نوید جشن راحت ہے ادھر گھونگھٹ ادھر سہرا

جبیں پر ظلِّ رافت ہے ادھر گھونگھٹ ادھر سہرا
یہ دیکھو کیسی رحمت ہے ادھر گھونگھٹ ادھر سہرا

حبیبہ کی حسیں سیرت بہار گلشن رمضاں
ظہور حسن فطرت ہے ادھر گھونگھٹ ادھر سہرا

ملے فردوس میں ہیں امتیاز و عید باہم یوں
بہار عید عشرت ہے ادھر گھونگھٹ ادھر سہرا

ادھر انوار رحمت اور ادھر مرشد(۱) کی برکت سے
پیام لطف و راحت ہے ادھر گھونگھٹ ادھر سہرا

وہ خوشبو دے رہے ہیں پھول سہرے کے حسیں گویا
جوابِ عطرِ جنت ہے ادھر گھونگھٹ ادھر سہرا

وہ ظِلِّ چادرِ مریم یہ بوئے دامنِ یوسف
حسیں تصویرِ عصمت ہے ادھر گھونگھٹ ادھر سہرا

یہ کس بزمِ مسرت میں ہوا نغمہ سرا حافظ
یہ کیسی عام شہرت ہے ادھر گھونگھٹ ادھر سہرا

(۱) دولہا کے مرشد گرامی، خلیل ملت حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی رحمتہ اللہ علیہ

سہرا

بہ تقریب شادی برادرم محبوب عالم خاں نظامی زید حبہ۔ کراچی

ہے جو محبوب سجا تیری جبیں پر سہرا
باعث نکہت و عشرت ہے منور سہرا
رشک سے کیوں نہ تکیں یہ مہ و اختر سہرا
سب کا محبوب نظر ہے یہ مطہر سہرا

آرزو بہنوں کی ارمان برادر سہرا
راحت جان و سکونِ دلِ مادر سہرا
چومتا ہے ترے رخسار و جبیں کو پیہم
در حقیقت ہے مقدر کا سکندر کا سہرا

فیض مرشد سے یہ لایا ہے بہاروں کا پیام
ہو مبارک تجھے محبوب معطر سہرا
انکساری سے جو جھکتا ہے کہیں پر نوشہ
چوم لیتا ہے قدم بڑھ کے وہیں پر سہرا

آج تکمیل تمنا ہے مبارک ہو تمہیں
دوست کہتے ہیں یہی رخ سے ہٹا کر سہرا
جس طرح آج ہے مہکا یا مشام جاں کو
زیست مہکاتا رہے یوں ہی برابر سہرا

راحت قلب و نظر آج ہوا ہے جیسے
پیش کرتا رہے تا عمر یہ منظر سہرا
ہم کو دعوائے سخن سازی نہیں ہے حافظ
رنگ غالب میں مگر لائے ہیں لکھ کر سہرا

(۱۹۷۱ء)

مہندی

چھوٹی ہمشیرہ زہرا خانم برکاتی کی شادی پر کہی

دست زہرا پہ جو بشریٰ نے لگائی مہندی
باغ فردوس میں حوروں نے بھی گائی مہندی

نانی مُنعم نے یہ پھولوں سے سجائی مہندی
اسلئے آج ہر اک شخص کو بھائی مہندی

لب میمونہ و صفیہ نے کہا، بسم اللہ!
جب کف دست پہ دولہن کے لگائی مہندی

پھوٹی پڑتی ہے محبت تو ٹپکتا ہے خلوص
طشت میں پیار سے یہ کس نے سجائی مہندی

اللہ اللہ یہ انعام نعیم رحمت
باغ برکات میں کیا رنگ ہے لائی مہندی

آگئی چہرہ رنگین پر حیا سے سرخی
چومنے کو جو بڑھی دست حنائی مہندی

شرم و غیرت سے ہوئی جاتی ہے پانی پانی
دیکھ کر تیری ہتھیلی کی صفائی مہندی

آج اس بزم میں ہر اک نے کہا ہے سن کر
واہ کیا خوب ہے بھائی نے سُنائی مہندی

باادب خم ہے سر شاخ حنا اے حافظ
گلشن خلد سے شاید ہے یہ آئی مہندی

اشعار و قطعات متفرق

ہمت و عادت

وقت کا بے جا ہو خرچ، عادتِ حُسنیٰ نہیں
زور کا بے جا ہو صرف، ہمتِ عُلیا نہیں

عمل صالح

اچھا اک امر ہے کوئی حمد خدا کرے
یا وصف خاص سرور ہر دوسرا کرے
جو چاہے قرب خاص شہِ لامکاں کا
اختر تمہارا "نعت محل" وہ پڑھا کرے

(ربیع الاول ۱۳۹۵ھ)

پان

ہے برگ نخل فردوس بریں پان
معطر مشک بو رنگین حسیں پان

شرابِ نگاہ

نہ صرف یہ کہ وہ نایاب و بے مثال بھی ہے
نگاہ ناز سے چھلکے تو مے حلال بھی ہے

انجمن الاصلاح کے سالانہ جلسہ عید میلاد النبی ﷺ پر اک قطعہ

انجمن اصلاح کے جملہ اراکین کو سلام
ہورہا ہے جن کی محنت سے نبی کا ذکر عام
جو کوئی پیارے نبی کے نام پر قربان ہو
ہے دعا مولیٰ سے حافظ ان کا ہو اونچا مقام

قومی نشان

برکاتی فاؤنڈیشن کراچی کے زیر اہتمام
جشن چراغاں کی تقسیم انعام کی تقریب کے موقع پر پیش کیا

خوشیاں منا رہے ہیں سرکارؐ کی سب ہی تو
سرکار کا ترانہ ہے پاسباں ہمارا
گولی کے سایے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
گنبد ہرا ہرا ہے قومی نشاں ہمارا
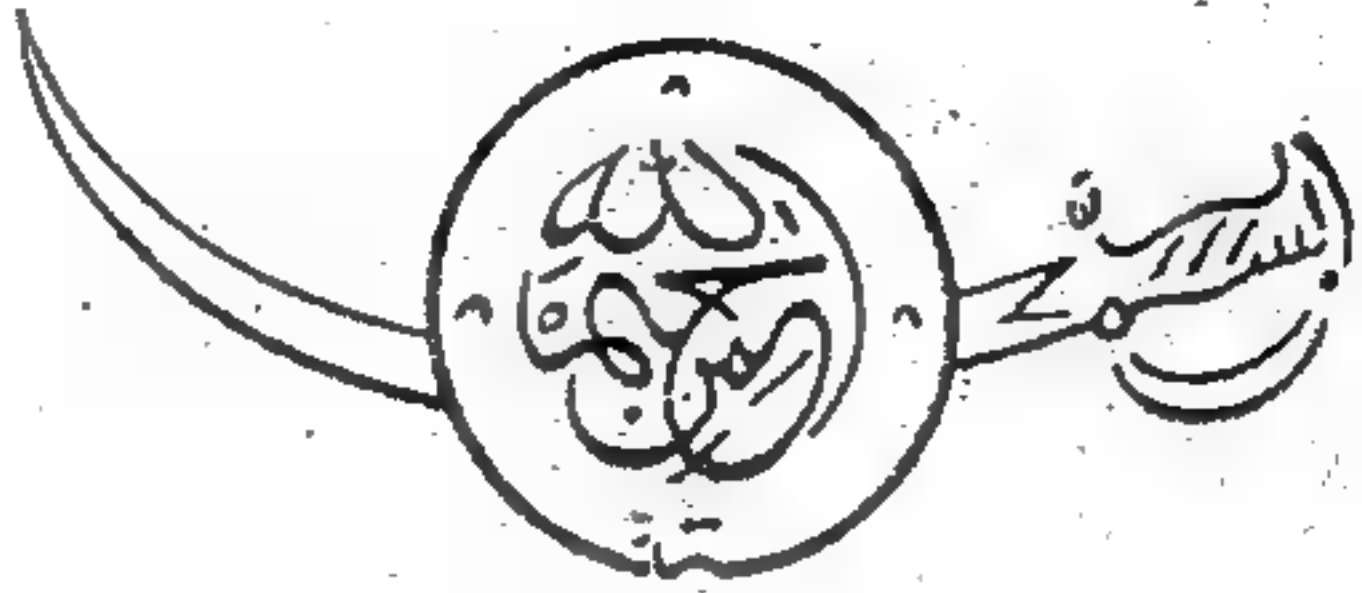
اَلْمُزَاحُ فِي الْكَلَامِ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ

(گفتگو میں مہذب مزاح کھانے میں نمک کی طرح ہے)

چمچہ
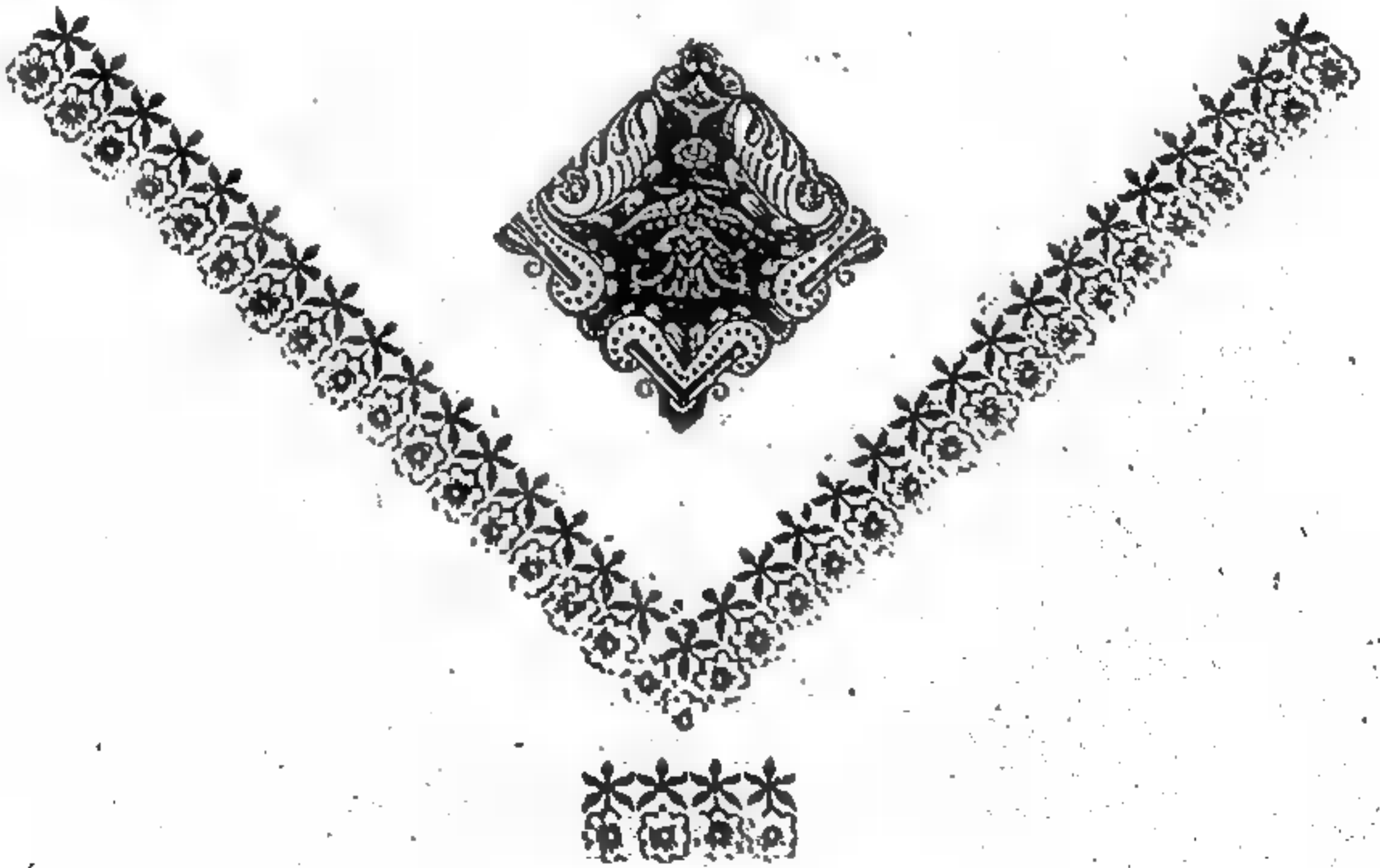
موجودہ زمانے میں چمچوں کی بن آئی ہے
یہ وہ ہیں کہ تا "مطبخ" ان کی ہی رسائی ہے
دعوت بھی جو ملتی ہے ان کے ہی وسیلے سے
احباب کا کہنا ہے "یہ اپنی کمائی ہے"

(۲۵ر ذی الحجہ ۹۲ھ۱۳)

مرغا اور بکرا

کوئی تو مرغیاں کھاتا ہے دو دو پونڈ کی ہر دن
کوئی بیٹھا ہے لیکر دال، دستر خوان پہ شرماتا
فقط بکرا ہی کاٹا تھا تو کیوں احباب کہتے ہیں
عوض میں کھال کے چاول نہ تو لاتا تو پچھتاتا

(۲۰ر محرم ۹۳ھ۱۳)

پکڑو مارو

کوئی بھی کام جمہوری، حکومت میں تری آمر(۱)
نہیں ایسا ہوا ہرگز کہ ڈھونڈا، ہم نے جب پایا
بنا ہے صدر تو جب سے عجب طوفان برپا ہے
اسے پکڑو اسے مارو یہی شور و شغب پایا

(۱) اس وقت کے صدر پاکستان "بھٹو" ۱۹۷۳ء)

ہکلا شعر

سَ سَ سَرو کے دَ دَرخت پر
قَ قَ قُمریاں قَ قَ قُوں کریں
صَ صَ صُبح کو مَ مَ مَدرسہ میں
گھَ گھَ گھنٹیاں ٹَ ٹَ ٹُوں کریں

(۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ھ)

امتحان

قریب آگیا امتحان کا زمانہ
مرا لیٹ جانے کو جی چاہتا ہے
جو کہتا ہے کوئی سبق تو سناؤ
بہانے بنانے کو جی چاہتا ہے

(۱۵ رجب المرجب ۱۳۹۳ھ)
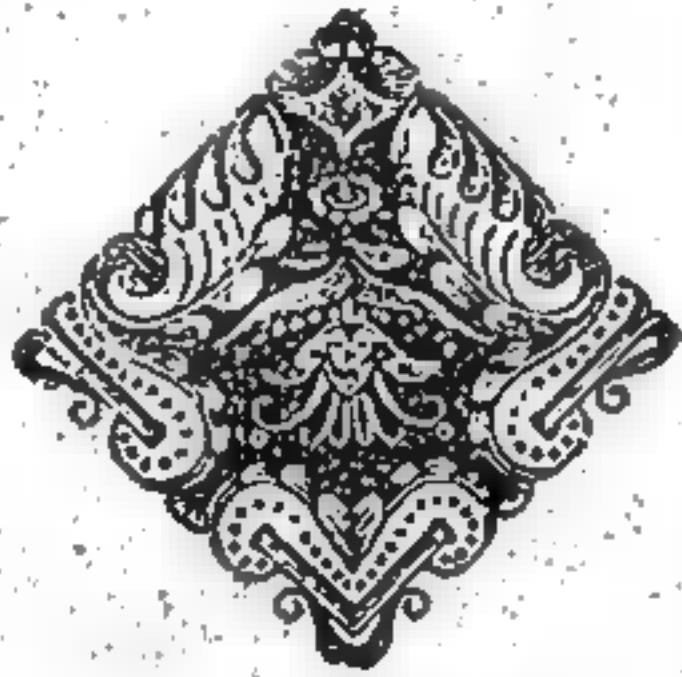
پناہ مانگتا ہوں

طلب اب صدارت کی مجھ کو نہیں ہے
الٰہی نہ میں عزو جاہ مانگتا ہوں
میرا ان کے پنجے سے دامن چھڑادے
میں "ووٹر" سے تیری پناہ مانگتا ہوں

(۲۰ ذی قعد ۱۳۹۳ھ)

جیت

کھیتوں کی رکھوالی کی، گلشن کی ہریالی کی
خون پسینہ ایک کیا، اپنے وہ دن بیت گئے
یوں تو آنا مشکل تھا، پیر جمانا مشکل تھا
پلک پر جب کام کیا "قاسم ثانی"(۱)جیت گئے

(۱) حضرت مولانا محمد قاسم قادری رحمتہ اللہ علیہ۔ کوئٹہ

(۲۷ر ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ)

شرارتی

جی میں آتا ہے وہ کار نمایاں کیجئے
سال میں دو بار تو پٹنے کا ساماں کیجئے
توڑیئے کچھ پھوڑیئے انکار پھر کرجایئے
جب کوئی پوچھے تو پھر جلدی سے ہاں ہاں کیجئے

(۲۵ر ربیع الآخر ۱۳۹۴ھ)

نمک تیز

وہ خود تو ہنستے ہیں، ہم کو رلائے جاتے ہیں
"رحیم بھائی"(۱) تو گردن ہلائے جاتے ہیں
سحر کی چائے کے بدلے سزا یہ ہم کو ملی
نمک ہے تیز، وہ سالن کھلائے جاتے ہیں

(۱) عبد الرحیم سواتی، مولانا، سابق ناظم مطبخ، دارالعلوم امجدیہ کراچی

(۱۰/ربیع الآخر ۱۳۹۵ھ)

پانی

ہم آج مدرسہ پھر آئے
تو دل ہی یہاں پر کھو بیٹھے
پانی نہ ملا ٹنکی میں جب
تو حوض سے چہرہ دھو بیٹھے

(دسمبر ۱۹۷۶ء)

استاذ محترم شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفی الازہری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی خدمت میں

کرسی

ترک کیجیے ممبری اور خاک اسپر ڈالئے
اس میں دیمک لگ چکی ہے اب نہیں کرسی میں دم
آپ کی مسند عظیم الشان ہے "شیخ حدیث"
چھوڑیئے کرسی کو، ہوگی آپ کی عزت نہ کم

(جنوری ۱۹۷۷ء)
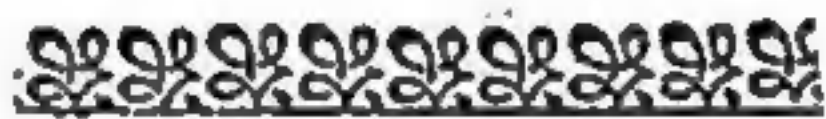
ہدیہ تشکر

بے ربط ہے کلام شکستہ حروف ہیں
تحریر لکھ رہا ہوں یہ اپنے قلم سے خود
یارو ہوا نہ تم کو "سفر خرچ" بھی نصیب
بے ساختہ لکھا ہے، یہ میں نے قلم سے خود

بزم امجدی کی دعوت پر کراچی حاضری ہوئی (جنوری ۱۹۷۷ء)

ملفوظات
مشائخ مارہرہ
مرتبہ
ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی
مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم احسن البرکات
شاہراہ مفتی خلیل خان حیدرآباد
ناشر:
برکاتی پبلشرز
۱۲۳۔ چھاگلہ اسٹریٹ، کراچی

نعت، منقبت، وغزل کا حسین مجموعہ کلام

جمالِ خلیل

خلیل ملت حضرت علامہ مفتی
محمد خلیل خان خلیل
قادری برکاتی قدس سرہ العزیز

ناشر
مفتی محمد خلیل اکیڈمی حیدرآباد
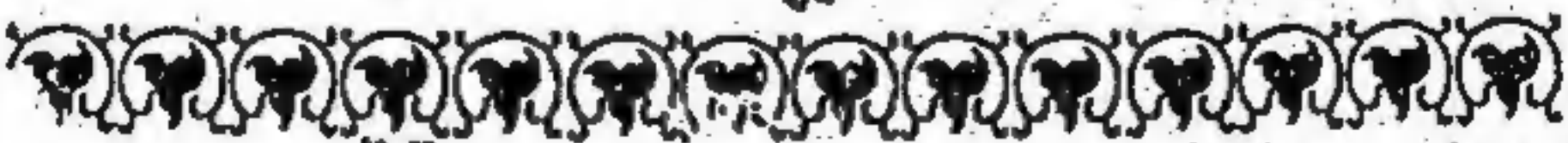
اولاد کی صحیح تربیت، نوافل میں مشغولی سے بہت بہتر ہے (رد المحتار)
مسلمان بچوں اور بچیوں کو سچا پکا سنی حنفی بنانے والا

ایک مبارک سلسلہ
یعنی

اسلامی گفتگو

تالیف لطیف

مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی مارہروی
مہتمم و صدر المدرسین دار العلوم احسن البرکات ٹرسٹ
حیدر آباد، سندھ (پاکستان)

ناشر
مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ
شاہراہ مفتی محمد خلیل خان رحمۃ اللہ علیہ
بیرون دار العلوم احسن البرکات
حیدر آباد (سندھ)